

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَحْمِيْلًا وَتَعْظِيْلًا عَلَيَّ زَيْنُ الْعَدْنِ

ذِكْرُ مُصْطَفَى صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ

مجددِ دُورِ اَن نُوْثِ زَمَانِ مَفْتِي سَوَادِ اعْظَمِ رَیْسِ الْحَقَّقِیْنِ اِمَامِ الْمُتَكَمِّلِیْنِ
تاجدارِ اہلسنّت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص و تحشیہ

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ روہ۔ حیدرآباد۔ اے پی)

﴿بدنگاہ کرم مجدد دوران، غوثِ زمان، مفتی سوادِ اعظم، تاجدارِ اہلسنت، امام المسلمین
مفسرِ اعظم حضورِ شیخ الاسلام رئیسِ اہل تحقیق علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی﴾

نام کتاب : ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

خطبہ : تاجدارِ اہلسنت حضورِ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ
تلفیض و تحشیہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

نوٹ : کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے ﴿☆☆☆﴾ ملیں

سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے

تصحیح و نظر ثانی : خطیبِ ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن)

اشاعتِ اول : جنوری ۲۰۰۶ تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت : 20 روپیے

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

روحانی وظائف : مجرب قرآنی وظائف اور دُعاؤں کا روحانی خزانہ..... زندگی کے اہم ترین

مسائل اور پریشانیوں کا حل..... جاہل اور نیونچوڑ عالموں سے نجات..... جسمانی و روحانی امراض کا توڑ
دُعاؤں کی قبولیت، مقاصد میں کامیابی اور حصولِ فیض کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

استادہ (مشکلات سے چھٹکارہ)، آیاتِ حفاظت، آیاتِ درُوق، قرض سے چھٹکارہ، ظہرِ بد کا توڑ،
توبہ حافظہ اور امتحان میں کامیابی، میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ، خدی اور نافرمان اولاد کا علاج،
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)، شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج، آیاتِ شفاء، جادو کا
قرآنی علاج، قصیدہِ غوثیہ، شیطانی وسوساں کا قرآنی علاج، فضائل و برکاتِ لاحول و لا قوۃ الا باللہ سے علاج

حقیقتِ توحید : اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو قرآن و حدیث اور علماء اُمت کے

ارشادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائلِ توحید، توحید اور شفاعت، شانِ کبریائی اور منصبِ
رسالت، ربوبیتِ عامہ اور خاصہ صفاتِ الہی، عقیدہ توحید اور جشنِ میلاد النبی ﷺ، عبادت اور تعظیم
عبادت اور استعانت، وحدت و توحید، بشریت و عبدیتِ مصطفیٰ ﷺ..... اس کتاب کے موضوعات ہیں

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۴	سب سے افضل و اعلیٰ	۵	ذکر مصطفیٰ ﷺ
۲۶	سارے جہانوں میں ذکرِ رسول کی بلندی	۵	اختلاف کی ابتداء
۲۷	اب تیرا نام بھی آئے گا	۵	علم و فہم والے بھی ٹکراتے ہیں
	میرے نام کے ساتھ	۶	شیطان نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟
۲۹	عہد بیثاق اور ذکرِ رسول	۸	انگوٹھوں کا چومنا
۳۲	آپ بلندی ہی نہیں بلکہ بلندیوں کے مالک ہیں	۸	نورِ مصطفیٰ ﷺ
	رفعتِ ذکر کی بعض صورتیں	۹	شرک و کفر ہمیشہ شرک و کفر رہتا ہے
۳۷	اے محبوب تیرے ذکر کے بغیر	۱۰	تکبر کفر سے اشد ہے
	میرا ذکر ایمان نہیں بنتا	۱۰	شیطان کے معنی
۳۹	اے محبوب تیرے ذکر کو میں اپنا ذکر قرار دیتا ہوں	۱۱	جنات و شیاطین کا انکار کفر ہے
	ذکرِ مصطفیٰ کی عظمت	۱۳	ایمان اور ادب
۴۰	حضور ﷺ کا ذکر کہاں نہیں؟	۱۳	گستاخِ رسول، توبہ کی توفیق سے محروم
۴۱	حضور ﷺ رفیع الدرجات ہیں	۱۶	شیطان کا رونا
۴۴	رفعتِ ذکر کا ایک نظارہ	۱۶	حضور ﷺ کی بشریت
		۱۹	حزب اللہ اور حزب الشیاطین
		۲۰	حضور ﷺ کی عظمتیں اور رفعتیں
		۲۳	رفعتِ مطاہرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى شَفِيعِنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
مَنْ عَلَيْنَا رَبُّنَا إِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا أَيْدَهُ بِأَيْدِهِ أَيْدِنَا بِأَحْمَدًا
اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا
اُتْسَلَّهِ مُبَشِّرًا اُزْسَلَّهُ مُمَجَّدًا اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد نبی سے ہماری مدد فرمائی
اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

آئیے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ نام ہوا اولیاء کے ساتھ حشر ہوا انبیاء کے ساتھ
شغل وہ ہو کہ شغل میں کر دے ہمیں خدا کے ساتھ پڑھے درود جھوم کر سید خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سید پکارے تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور صحت اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ)

سلطان جہاں محبوب خدا تری شان وشوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام تیرا تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا
ظہور حق جان کی جان تم ہو
عمیاں سب میں خدا کی شان تم ہو

ملک اختر بر علامہ مولانا محمد نجفی انصاری اشرفی کی تصنیف

حقیقت توحید : اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو قرآن وحدیث اور علماء اُمت کے
ارشادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائل توحید توحید اور شفاعت شان کبریائی اور مصعب
رسالت ربوبیت عامہ اور خاصہ صفات الہی عقیدہ توحید اور جشن میلاد النبی ﷺ عبادت اور تعظیم عبادت
اور استغاثت وحدت وتوحید بشریت وعبدالیت مصطفیٰ ﷺ..... اس کتاب کے موضوعات ہیں

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ پورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

ذکرِ مُصطفیٰ ﷺ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من كان نبياً وأدم بين الماء والطين وعلى آله واصحابه اجمعين . أما بعد فقد قال الله تعالى ﴿ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴾ (الانشراح) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ غم سے رہائی مل جائے وہ جو مل جائیں تو پھر ساری خدائی مل جائے دُور رکھنا ہو تو پھر جذبہِ اویسی دے دو تاکہ مجھ کو بھی کچھ کیسبِ جدائی مل جائے بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

اختلاف کی ابتداء : یہ 'میں' (نفس ذات) بھی عجیب چیز ہے۔ وہ کونسا انسان ہے جس کے پاس 'میں' نہ ہو۔ اختلاف کی تاریخ پر آپ نظر ڈالیں تو سارے اختلافات 'سارے تصادم' سارے جھگڑے صرف 'میں' کے ہیں۔ اگر یہ 'میں' نہ ہوتی تو کوئی جھگڑا ہی نہ ہوتا نہ کوئی تصادم ہوتا نہ کوئی ٹکراؤ ہوتا۔ جب 'میں' آپس میں ٹکرائی تو جو 'میں' زوردار ہوئی وہ غالب ہوئی، جو 'میں' کمزور ہوئی وہ مغلوب ہوئی۔ جھگڑا ہوتا ہے 'میں' ہی کا۔

سب سے پہلے میں آپ کو اختلافات کی طرف لے جاؤں گا۔ رب تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ 'میں' کہتا ہوں کہ آدم کو سجدہ کرو..... تو ایلیس کہتا ہے کہ 'میں' سجدہ نہیں کرتا۔ ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ﴾ (البقرہ/۳۴) اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا، سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ایلیس کے۔ ٹکراؤ ہو گیا۔ ایلیس نے خدا کی 'میں' سے اپنی 'میں' کو ٹکرایا..... وہ ٹکرا گیا، وہ اکڑ گیا۔ پہلا اختلاف 'میں' کا اختلاف کہ میں نہیں جھکتا۔

علم وفہم والے بھی ٹکراتے ہیں : یہ کوئی ضروری نہیں کہ ٹکرانے والا نا سمجھ ہے علم بے عمل ہو۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ اگر ٹکرانے کی صورت آئی تو عمل کر کے ٹکرا گیا، اور وہ ایسا

ویسا علم نہیں۔ ہمارا تمہارا ایمان بالغیب ہے اور اُس کا ایمان بالشہادۃ ہے جنت کو دیکھ کر مان رہا ہے ملائکہ کو دیکھ کر مان رہا ہے خدا کی گرفت اور اُس کے عذاب کی شدت کو ابلیس جتنا سمجھے گا آپ ہم ایمان بالغیب والے کیا سمجھیں گے۔ اس کے باوجود وہ بہک گیا۔ فلسفہ توحید پر اُس کی شدت کی انتہا یہ ہے کہ غیر خدا کے آگے ہرگز نہ جھکیں گے، چاہے خدا ہی جھکائے۔ یہ اُس کا فلسفہ تھا کہ خدا بھی جھکائے تو نہ جھکیں گے۔ ایسی توحید کی اُس نے مثال قائم کی۔ تو 'میں' سے 'میں' کا تضاد ہو گیا۔ اس لئے کسی عارف نے کیا پیاری بات کہی کہ ابلیس عابد تو ضرور تھا عارف نہیں تھا۔ اُس کی عبادت کا ہم شمار نہیں کر سکتے، اُس کی گفتی نہیں کر سکتے۔ اس کے عمل کی تعداد بیان نہیں کر سکتے۔ ذرا سا غور تو کرو وہ فرشتوں کو تک درس دیتا تھا۔ فرشتوں کو ذات الہیہ اور صفات ربانیہ کی تعلیم دے رہا ہے معلم الملکوت اسی لئے اس کا خطاب ہی پڑ گیا، اس کے باوجود بہک گیا۔ اتنا سیکھے، سکھانے کے بعد بہک گیا۔ اتنی عبادت کے بعد بہک گیا۔ خیر وہ بہکا اُس کے لئے تو بُرا ہوا مگر ہمارے لئے یہ اچھا ہوا کہ ہم سمجھ گئے کہ علم والے بھی نہکتے ہیں، عبادت کرنے والے بھی نہکتے ہیں، سجدہ کرنے والے بھی نہکتے ہیں۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ اب اگر تم نے کبھی یہ سوال پیدا کیا کہ تم اتنی بڑی بڑی کتابیں پڑھ کر کیسے بہک گئے؟ وہ خالق کو یاد کر کے کیسا بہک گئے؟ وہ قرآن کو یاد کر کے کیسا بہک گئے؟ وہ سجدہ کر کے کیسا بہک گئے؟ تو شیطان آکر کہے گا جیسا کہ میں بہک گیا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

شیطان نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ ابلیس دیکھ رہا ہے کہ ہم بشر (آدم علیہ السلام) کے آگے جھکیں۔ یہ مٹی سے بنائے گئے ہیں، ہم آگ سے بنائے گئے ہیں۔ آگ کی فطرت بلند ہوتا ہے۔ آگ کی لو بجھنے نہیں جاتی، مٹی بچنے آیا کرتی ہے۔ اگر مٹی کو جھکنے کا حکم دیا جائے تو بات معقول ہے۔ شیطان نے ایک نئے علم فلسفہ کی ایجاد کی اور ایک نیا علم پیش کر دیا۔ کسی عارف نے کیا پیاری بات کہی ہے کہ شیطان نے آدم کو دیکھا مگر آدم میں نہیں دیکھ سکا۔

اگر آدم میں کیا ہے دیکھ لیتا تو مٹی کے سامنے جھکنے کا کیا سوال ہو سکتا تھا۔ وہ تو نورِ مصطفیٰ کے سامنے جھکنے کی بات تھی اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیه اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مشیت و حکمت کے پیش نظر عناصرِ اربعہ کی ترکیب کا معاملہ فرمایا۔ ملائکہ کو حکم دیا اور عناصرِ اربعہ کی ترکیب ہوئی اور ایک مجسمہ تیار ہو گیا۔ یہ ایسا مجسمہ ہے جس کے مُد میں گویائی نہیں ہے، نظر ہے بینائی نہیں ہے، کان ہے سماعت نہیں ہے، پیر ہے چلنے کی قوت نہیں ہے۔ ابھی صرف مجسمہ ہی ہے ذرا تو غور کرو کہ اس کے اندر ابھی تو گویائی پیدا کرنی ہے اور اس کو بینائی بھی دینا ہے رُوح کو حکم دیا کہ اے رُوح تو داخل ہو جا۔ رُوح اندر گئی، تھوڑی دیر پھر کر نکل آئی۔ رُوح کو نکلنے کا موقع مل گیا، اس لئے کہ اندر جانے کا حکم تھا، گئی۔ ٹھہرنے کا حکم نہ تھا، نکلنے کا موقع مل گیا۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ حکم دیتا نہ نکلتا، وہ کیسے نکلتی؟ جب رُوح سے کہا گیا کہ تو کیوں نکل آئی؟ تو کہا کہ بڑی دشت ہے بڑی ظلمت ہے بڑی تاریکی ہے، ہم وہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ اس کے بعد میرے رسول کے اجزائے مادیات رکھے گئے..... وہ اتنے تاباں تھے کہ پیشانی آدم چمک اٹھی اور وہ ایسے نورانی اجزاء تھے کہ ہم اس اجزائے مادیات کے فضائل و کمالات بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ پیشانی آدم جب چمک اٹھی تو حکم ہوا کہ اے رُوح اب داخل ہو جا، تو رُوح گئی اور ٹھہر گئی۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ یا الہ العالمین تو حکیم و خیر ہے، تو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ تو جانتا تھا کہ میں حکم دوں گا تو رُوح جائے گی نکل آئے گی، پھر تجھے نورِ مصطفیٰ کا چراغ جلانا ہو گا تو رُوح جا کر ٹھہرے گی تو اتنی طوالت اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ سیدھے چراغ جلا دیا ہوتا، پھر رُوح کو حکم دیا جاتا، پھر رُوح جا کر ٹھہر جاتی۔ یہ کیا بات ہے کہ پہلے جائے پھر نکلے، پھر چراغِ مصطفیٰ جلا جائے، پھر وہ جا کر ٹھہر جائے۔ اگر ایسا ہوتا کہ چراغِ مصطفیٰ پہلے ہی مجسمہ آدم میں جلا دیا جاتا اور نورِ مصطفیٰ وہاں رکھ دیا جاتا تو رُوح ٹھہر جاتی مگر میں تمہیں کیسے سمجھاتا کہ کیوں ٹھہری۔ پہلے جا کر نکل آئے، تاکہ یقین ہو جائے کہ یہ مصطفیٰ کی وجہ سے ٹھہری۔ اگر نورِ مصطفیٰ پیشانی آدم کی زینت نہ ہوتا تو رُوح نہ ٹھہرتی اور اگر رُوح نہ ٹھہرتی تو آدم ہی نہ بنتے، پھر یہ آدمی کہاں رہتے

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیه

﴿☆☆☆﴾ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں، علامہ عبدالباقی نے زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں، ملامہ معین کاشفی نے معارج النبوۃ میں، علامہ یوسف نبھانی نے جواہر البہار میں تفصیلاً بیان فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کا نور مقدس آدم علیہ السلام کی پشت اطہر میں دو بیت فرمایا گیا۔ آدم علیہ السلام نے اپنی پشت پر پرندے کی سی آواز سنی۔ عرض کی، یا اللہ۔ یہ آواز کیا ہے جواب آیا کہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ میرے محبوب کی تسبیح کی آواز ہے۔ میرا عہد بچڑ وا اور اسے پاک رجوں اور مقدس پشتوں میں امانت رکھنا۔ اب وہ نور چکا، فرشتوں کو حکم ہوا سجدہ کیجئے، سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا اور انکار کی سات دلیلیں پیش کیں، حکم ہوا کہ نکل جاؤ، تو میری بارگاہ سے دُور کر دیا گیا ہے۔ تجھ پر قیامت تک میری لعنت برسی رہے گی۔ ادھر سجدہ کرنے والوں کو مرا حب رُغیہ عطا کئے گئے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آدم کو سجدہ اس لئے ہوا کہ:

کان فی جہتہ نور محمد ﷺ اُن کی پیشانی میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور تھا۔

انگوٹھوں کا چومنا: حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ فرشتے اُن کے پیچھے پیچھے پھرتے رہتے ہیں اور **سُبْحَانَ اللہ** **سُبْحَانَ اللہ** پڑھتے ہیں۔ عرض کیا یا اللہ۔ یہ فرشتے میرے پیچھے کیوں پھرتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ یہ میرے حبیب کے نور کی زیارت کرتے ہیں۔ عرض کیا یا اللہ! یہ نور میری پیشانی میں ہونا چاہیے تاکہ فرشتے میرے آگے کھڑے ہوں۔ لہذا وہ نور پیشانی میں رکھ دیا گیا۔ وہ نور پیشانی آدم میں آفتاب کی طرح چمکتا رہا اور فرشتے صفیں باندھے اس کی زیارت کرتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے خواہی ظاہر کی کہ میں بھی دیکھوں تو وہ نور اُن کی انگلی میں ظاہر ہوا۔ انھوں نے چوم کر آنکھوں پر رکھا اور کہا: **قُدْرَةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** (روح البیان) ﴿☆☆☆﴾

نورِ مصطفیٰ ﷺ: یہ محمد سیدنا آدم علیہ السلام مکان ہے اور نورِ مصطفیٰ ﷺ مکین ہے رُخ ہے مکان کی طرف اور سجدہ ہے مکین کا اور بیت کی طرف رُخ ہے اور بیت والے کا سجدہ ہے۔ کسی عارف نے کیا پیاری بات کہی ہے کہ شیطان نے آدم کو تو دیکھا مگر آدم

میں نہ دیکھ سکا۔ ٹکرا گیا، اکڑ گیا۔ تو دیکھو خدا جو بھکارا ہاتھ دہاں جو جھکا تھا کس بات کا جھکا تھا۔ کیا وہ عبادت کا جھکا تھا؟ نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے آگے جو جھکایا جا رہا تھا وہ عبادت کا سجدہ نہیں تھا۔ سارے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ سجدہ تعظیمی تھا۔ اس لئے کہ سجدہ عبادت بہر حال شرک ہے اور سجدہ تعظیمی بھی ہماری شریعت میں آکر حرام ہو گیا، پہلے جائز تھا۔

☆☆☆ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کے لئے سجدہ عبادت تو یقیناً شرک مہین و کفر مہین۔ اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو سجدہ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا: کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدہ تحیت ایسی قبیح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور ﷺ کے لئے سجدہ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر؟ ☆☆☆

شرک و کفر ہمیشہ شرک و کفر رہتا ہے: حلال و حرام کا معاملہ یہ ہے کہ بعض چیزیں پہلی شریعت میں حلال تھیں اور اب حرام جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد (حقیقی بھائی بہن) کا آپس میں نکاح کرنا، سجدہ تعظیمی وغیرہ۔ پہلے کوئی چیز حلال بعد حرام، پہلے کوئی چیز حرام بعد حلال..... مگر شرک و کفر میں ایسا نہیں ہوا کہ پہلے شرک رہا ہو اور بعد میں ایمان بن جائے۔ پہلے کفر رہا ہو بعد ایمان ہو جائے، ایسا نہیں۔ شرک و کفر ہمیشہ شرک و کفر رہتا ہے۔ دیکھو یہ سجدہ تعظیمی جو ہے حرام ہے تو یہ عظمت کا جھکاؤ تھا یہ محبت کا جھکاؤ تھا مگر ابلیس وہیں پر اکڑ گیا۔ اور ملکوتی صفات رکھنے والے جھک گئے۔ اور ہم نے تو یہ دیکھا کہ جو اکڑ گیا وہ اکھڑ گیا۔ جو جھک گیا وہ بچ گیا۔ یہ منظر تو آپ بھی دیکھتے رہتے ہیں، کچھ عرصہ پہلے ایک زبردست زوردار آندھی آئی اور مجھے خبر ملی کہ بڑے بڑے درخت اکھڑ گئے جن کی جڑیں دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا کہ جب بڑے بڑے درخت اکھڑ گئے تو چھوٹے چھوٹے پودے کیا بچے ہوں گے، اُن کی جڑیں بالکل نازک ہوتی ہیں، ایک ہی جھٹکے میں اُوپر آ جاتی ہیں، اُن میں ایک بھی نہ بچا ہوگا تو کہا کہ موٹے موٹے تو سب اکھڑ گئے،

چھوٹے چھوٹے سب بچ گئے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو کہا کہ معاملہ تو کچھ نہیں۔ جو موٹے تھے اُن کو اپنے تنے کے اُوپر غور تھا، اپنی توانائی پر گھنڈ تھا اپنی جڑوں پر بھرہ و سہ تھا تو آندھی کے مقابلہ میں اُتر گئے اس لئے اکھڑ گئے۔ یہ چھوٹے چھوٹے بھک گئے اس لئے سب بچ گئے۔ جھکے کو بُرا نہ سمجھنا۔ میں ارادت کے جھکاؤ (تعظیم) کی بات کر رہا ہوں۔

☆☆☆ تکبر کفر سے اشد ہے: تکبر ایک اعتبار سے کفر سے بھی اشد ہے اس لئے کہ کفر بھی دراصل کبر سے ہی پیدا ہوتا ہے اہلبیس کو اسی تکبر نے کافر اور شیطان بنایا چنانچہ ارشاد ہے ﴿أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا اس بدترین خصلت کی وجہ سے انسان حق بات کے قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے احکام کی معرفت سے قلب اندھا ہو جاتا ہے۔

شیطان کے معنی: شطن کے معنی ہیں دُور ہونا اور چونکہ اہلبیس بھی مقرب بارگاہِ الہی ہو کر وہاں سے دُور ہوا اس لئے اس کو شیطان کہا جاتا ہے۔ شیطان چونکہ نیکی سے بھلائی سے، خیر سے، جنت سے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے اس لئے شیطان کو شیطان کہا جاتا ہے۔ شطن کے دوسرے معنی وہ رسی ہے جو لمبی ہو اور کاٹنے والی ہو۔ شیطان بھی چونکہ بُرائی میں دراز اور بدی کرنے کے لئے بیقرار رہتا ہے اس لئے اُسے شیطان کہا جاتا ہے۔ شیط کے معنی ہیں ہلاک ہونا یا باطل ہونا۔ اہلبیس چونکہ سرکشی کی وجہ سے ہلاک ہوا اور اس کا سارا پچھلا کیا دھرا باطل ہو گیا اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں۔ جو چیز بھی سرکش ہو اور ہم کو ذکرِ الہی سے روکے وہ شیطان ہے۔ خواہ وہ جن ہو یا انسان ہو، کوئی چوپایا موذی جانور ہو۔ خواہ ہمارا نفس ہو یا جسمانی اور نفسانی عوارض یا کوئی دنیوی کام۔ اسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے ﴿شَیْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک خچر حاضر کیا گیا۔ جب آپ اُس پر سوار ہوئے تو وہ اُچھلنے کو نہ لگا۔ اس کو بہت مارا مگروہ اسی طرح کو دوتا اُچھلتا رہا۔ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر سے یہ کہہ کر اُتر آئے کہ یہ شیطان ہے۔

ابلیس : ابلیس کا نام عزرا زیل تھا مگر اہ ہونے کے بعد ابلیس لقب ہوا یعنی دھوکہ باز، وہ فرشتہ نہ تھا بلکہ جن تھا آگ سے پیدا کیا گیا تھا مگر بہت بڑا عابد و زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار ہوتا تھا جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دیا اُس نے انکار کر دیا اور غرور میں حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے بشر کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے توہین کی نیت سے نبی کو بشر کہنے والے کو ہمیشہ کے لئے مردود و ذلیل قرار دے کر پھینک دیا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ ابلیس علم و معرفت میں یہ مقام رکھتا تھا کہ اس کو طاعت الملائکہ کہا جاتا تھا پھر اس سے یہ حرکت کیسے صادر ہوئی؟ ابلیس کا کفر محض عملی نافرمانی کا نتیجہ نہیں کیونکہ کسی فرض کو عملاً ترک کر دینا اصول شریعت میں فسق و گناہ ہے کفر نہیں۔ ابلیس کے کفر کا اصل حکم سبک رسانی سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے جس کو سجدہ کرنے کا مجھے حکم دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ میں اُس کو سجدہ کروں یہ معارضہ بلاشبہ کفر ہے۔ ابلیس مشرک نہیں بلکہ موحد تھا اللہ تعالیٰ کو واحد و یکتا مانتا تھا اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق سمجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک اور برداشت نہیں کرتا تھا ابلیس و شیطانی تو حید کی حدت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی نبی کی تعظیم و توقیر برداشت نہیں کیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ قہری کرنے سے انکار کر دیا۔ نبی کی توہین کرنے اور بشر و مٹی کہنے کے جرم میں مردود قرار دے کر زمین پر پھینک دیا گیا۔ شیطان لعنتی اور مردود بن کر زمین پر ہٹا پسند کیا لیکن توبہ کرتے ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کا اقرار نہیں کیا۔ یہی ابلیس تو حید ہے نبی کی تعظیم کو شرک و بدعت تصور کیا اور یہی وسوسے انسانی ذہنوں میں ڈال رہا ہے۔

جن کی عمر طویل ہوتی ہے جن کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ جن اور شیطان بدی کی قوت کا نام ہے کفر ہے کیونکہ جن کا موجود ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ گزشتہ صدی میں سرسید احمد خان نے محض اپنی ذاتی عقل کے بل بوتے پر اُن کے وجود کا انکار کیا ہے اور اس کے چند پیروکار مغربی تہذیب کا دلدادہ گروہ اس کی تائید کر رہا ہے اور انکار کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر جہنم کا کوئی وجود ہوتا وہ نظر ضرور آتے۔ یہ بات خلاف قرآن و حدیث ہے

قرآن پاک میں جنات اور شیاطین کا ذکر آیا ہے جو جنات اور شیاطین کے وجود کی قطعی اور پختہ دلیل ہے اہل اسلام کے سامنے قرآن پاک کے بعد انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

احادیث سے ثابت ہے کہ جنوں میں کسی کے پر بھی ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں اور بعض سانپوں اور کتوں کی شکل میں گشت لگاتے پھرتے ہیں اور بعض انسانوں کی طرح رہتے سہتے ہیں لیکن اکثر ان کی رہائش گاہ بیابان یا ویران مکان اور جنگل اور پہاڑ ہیں۔

جنات کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿كَانَ مِنَ الْجِنَّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ﴾ (الکہف / ۵۰) ابلیس قوم جن سے تھا سو اُس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی۔ فَفَسَقَ کی فاء اس امر کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اس کے فسق اور حکم عدولی کی وجہ یہ تھی کہ اس کا عنصر ناری تھا۔ اُس کی فطرت میں تہر اور سرکش تھی۔ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے وہ بھی اس حکم میں داخل تھا۔ خیال رہے کہ ابلیس جنات کا مورث اعلیٰ ہے جیسے انسان کے آدم علیہ السلام ہیں۔ ابلیس اپنے بارے میں خود کہتا ہے ﴿خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ﴾ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا۔ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے ﴿وَالْجَانَّ خَلَقْتَهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّنُوءِ﴾ (الحجر / ۲۷) اور ہم نے اس سے پہلے جن کو پیدا کیا ہے دُھوئیں کی آگ سے۔ نیز فرمایا گیا ﴿وَخَلَقْتَهُ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ﴾

شیطان اپنی عبادت کی وجہ سے چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے جب تمام فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس وقت شیطان (جن) بھی سجدے کے حکم میں شامل ہو گیا۔ جیسے بادشاہ اپنے سپاہیوں کو کچھ حکم کرے تو اُن کے ساتھ رہنے والے سائیس دربان اور فراش بھی اس حکم میں داخل ہو جاتے ہیں دوسرے الفاظ میں اگر کسی معزز کو دعوت دی جائے تو اُس کے ساتھ اُس کے ملازمین اور خدمت گزار بھی دعوت میں شریک رہتے ہیں۔ شیطان (ابلیس) کی حیثیت بھی فرشتوں کے مقابلے میں خادم اور فراش سے زیادہ نہیں تھی۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کا حکم سننے ہی سارے فرشتے بلا تامل آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام سجدے میں بیٹھ گئے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام

پھر عزرائیل علیہ السلام اور پھر سارے فرشتے۔ اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سب سے بڑا درجہ عطا فرمایا گیا یعنی خدمت انبیاء۔ (تفسیر خزائن العرفان)

ایمان اور ادب : ایمان کا سب سے پہلا تقاضہ اور اُس کی اول ترین تعلیم ادب و احترام ہے کہ بے ادب و گستاخ غلام اپنی انتہائی اطاعت گزاری کے باوجود بھی راندہ درگاہ ہو جاتا ہے جس کی نظیر انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی قائم کردی گئی کہ شیطان کی اطاعت شعاری اس کے علم اور کمال میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا، لیکن اپنی ان تمام خوبیوں کے باوجود صرف ایک بے ادبی اور گستاخی نے اس کو راندہ درگاہ کر دیا۔ اس کے تمام اعمال اکارت و ضائع ہو گئے، رجیم و ملعون قرار پایا ﴿قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ﴾ اللہ نے فرمایا (اے بے ادب) یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے ﴿وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ﴾ اور بلاشبہ تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان میں اتنا نیت تھی، تکبر و غرور تھا، جس نے اُسے بے ادبی اور گستاخی کا مجرم بنایا، اور اس جرم کی سزا اللہ رب العزت کی طرف سے رجیم و ملعون قرار دیا جانا مقرر ہوئی۔ پس اللہ یہ گوارا نہیں فرماتا کہ اس کے بندے بے ادب و گستاخ بنیں، شرف انسانیت کی بجا اسی میں ہے کہ انسان اللہ کا ادب و احترام کرے کیونکہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور رسول کا ادب و احترام کرے کیونکہ اللہ نے اُسے رسول کا غلام بنایا ہے۔ رسول ہی تو بندگی کے طریقہ سکھاتا ہے، پس اس کے احترام کے بغیر اللہ کے احترام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ☆☆☆

گستاخ، توبہ کی توفیق سے محروم : سچ ہے باادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب جو ادب والے ہوتے ہیں، وہ تقویٰ والے ہوتے ہیں، اجر عظیم والے ہوتے ہیں، مغفرت والے ہوتے ہیں، صلاح و فلاح والے ہوتے ہیں، کامیابی والے ہوتے ہیں اور جو بے ادب ہوتے ہیں وہ رسوائی والے ہوتے ہیں، ذلت والے ہوتے ہیں، جہنم والے ہوتے ہیں۔

شیطان اکڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی 'میں' سے شیطان کی 'میں' کا ٹکراؤ ہو گیا تو نتیجہ کیا ہوا، اُس کا وجود کم اکھڑا آج تک جم نہ سکا۔ اس سے سبق سیکھ لو، شیطان سے غلطی ہوئی اور جان

بو جھ کر غلطی ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام سے جو کچھ ہوا اس کے بارے میں علماء عظام
الفاظ میں کہتے ہیں کہ نادانستہ طور پر پھسل گئے۔ آپ ایک راستے سے جا رہے ہیں پھسل
گئے، آپ کو کوئی مجرم نہ کہیں گے۔ آپ کو کوئی کنہ کا نہیں کہے گا۔ نادانستہ طور پر بلا کسی
قصد و ارادہ حضرت آدم علیہ السلام سے ایک بات ہوئی مگر وہ کتنا رور ہے ہیں، کس قدر توبہ
و استغفار کر رہے ہیں، اس سے اُن کی سعادت کا پتہ چلتا ہے اور شیطان جس نے جان بو جھ
کر غلطی کی، وہ مغفرت نہیں چاہ رہا ہے مہلت چاہ رہا ہے اس کو تو مغفرت چاہنی چاہئے تھی
کہتا کہ یا الہی! غلطی ہو گئی، معاف فرما دے۔ وہ اگر معاف فرمائے یا نہ فرمائے یہ اُس
کے فضل و عدل کی بات ہے مگر اُس کو تو مانگنا چاہئے تھا مگر وہ مغفرت نہیں مانگتا ہے مہلت
مانگتا ہے تو اچھی طرح سمجھو کہ شیطان قیامت تک مغفرت نہیں مانگ سکتا، اس لئے کہ اُس
نے نیک نبی کی توبہ کی اور نبی کی توبہ کرنے والوں سے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ
کفر بُری چیز ہے مگر جب کفر، کفر کی حد تک رہے، دشمنی، دشمنی کی حد تک رہے تو امید ہے کہ
ایمان کی توفیق مل جائے..... مگر جب کوئی گستاخی کر دیتا ہے تو توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔
گستاخ اپنے وقت کا کتنا بڑا علامہ کیوں نہ ہو، گستاخی کر کے پھر توبہ نہ کر سکے گا۔ ابلیس
جنت کو دیکھ کر مانا، جہنم کو دیکھ کر مانا، عذاب قبر کو دیکھ کر مانا، ملائکہ کو دیکھ کر مانا، سب چیزیں
ابلیس کے مشاہدے میں تھیں، سب کچھ دیکھ چکا تھا۔ جب دیکھ کر ماننے والا نکال دیا گیا تو
بے دیکھے ماننے والوں کو نکالنے میں کیا دیر؟ معلوم ہوا کہ گستاخ کو توبہ کی توفیق نہ ہوگی اور
توبہ کے بغیر مغفرت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿أَنْظُرْ كَيْفَ حَسَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ
فَخَسَلُوا أَفَلَا يَسْتَظِلُّونَ سَبِيلًا﴾ (فرقان/ ۹) اے محبوب ذرا دیکھو کہ کیسی باتیں یہ
تمہارے متعلق کہہ رہے ہیں یہ ایسے گمراہ ہو گئے کہ اب ہدایت کی کوئی راہ ان پر نہیں کھل سکتی۔

اے محبوب دیکھو یہ تمہاری کیسی کیسی مثالیں لاتے ہیں، کبھی شاعر کہتے ہیں، کبھی ساحر کہتے ہیں،
کبھی سحر زدہ کہتے ہیں، کبھی مجنون کہتے ہیں۔ یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں، راستے کی طرف پلٹ کر
آنے والے نہیں ہیں، ان سے استعانت چھین لی گئی ہے۔ بغل میں بخاری ضرور رہے گی

سُر پر قرآن بھی رہے گا اگر گستاخی کی ہے تو توبہ نہیں کر سکیں گے توبہ کی توفیق چھین لی جائے گی۔ فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن تھے، گستاخ نہ تھے..... مگر ابو جہل گستاخ تھا، عسیمیہ و شیبہ گستاخ تھے، ابولہب گستاخ تھا، عقبہ ابی معیط گستاخ تھا، ولید ابن مغیرہ گستاخ تھا۔ حضرت مکرّمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابو جہل کے بیٹے تھے، دشمن تھے مگر گستاخ نہ تھے۔ باپ گستاخ تھا، بیٹا گستاخ نہ تھا۔ بیٹا مومن ہوا، باپ رہ گیا۔ عقبہ دشمن ضرور تھے گستاخ نہ تھے بیٹا مومن رہا لیکن باپ ابولہب گستاخی کی وجہ سے کافر رہا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے دشمن اسلام ضرور تھے لیکن گستاخ رسول کبھی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائی، ہدایت کا دروازہ کھول دیا، تمام صحابہ کرام، حضور سرور کائنات ﷺ کے مرید ہیں، حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے کسی صحابی کے ایمان لانے کے لئے خصوصی دُعا نہ فرمائی بلکہ تمام صحابہ کرام اپنے ارادے سے اسلام قبول کئے مگر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ مُراد پیبر ہیں حضور سرور عالم نور مجسم شفیع معظم رحمۃ اللعالمین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی: اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کی وجہ سے اسلام کو عزت دے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی دُعا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور آپ کے وسیلہ سے اسلام کو عظمت، شان و شوکت ملی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ..... جو رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بخشا۔ اس لئے اُن کے ایمان پر فرشتوں نے بھی خوشیاں منائیں۔ ابو جہل گستاخ رسول تھا اس سے توبہ کی توفیق چھین لی گئی تھی، گستاخ رسول کے لئے ہدایت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ ہدایت اور مغفرت کی دُعا بھی گستاخ رسول کے حق میں مستجاب نہیں ہو سکتی۔ گستاخ رسول کو عزت و عظمت، شان و شوکت کی زندگی نصیب نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ ذلت و رسوائی کی عبرتناک زندگی گزارتا رہے گا۔ گستاخ رسول کے لئے اللہ تعالیٰ جبار و قہار ہے۔

رسول کا گستاخ جس لباس میں ملے، جس احاطہ میں ملے، جس شکل و صورت میں ملے تو

سمجھ لو کہ اس سے توبہ کی توفیق چھین لی گئی ہے جب ہی تو یہ انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں گستاخی کرتے ہیں اور یہ اولیاء کرام انبیاء علیہم السلام کے سچے نائب اور جانشین ہے جو اولیاء کا گستاخ ہے وہ انبیاء کا گستاخ ہے۔ ولایت کے بغیر نبوت تک رسائی ناممکن اور نبوت کے بغیر اللہ کی رسائی ناممکن ہے۔ شیطان نے سجدہ کا انکار کیا، اُس کو فوراً مردود نہیں کیا گیا بلکہ پوچھا گیا کہ تو نے سجدہ کا کیوں انکار کیا؟ کس چیز نے روکا؟ شیطان نے کہا کہ تو نے مجھ کو آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے بنایا۔ میں جن ہوں یہ بشر ہیں۔ میں بشر کو سجدہ کروں! شیطان نے نبی کی توہین کرنی چاہی تو اُس کو دو لفظ ملے۔ ایک مٹی کا لفظ دوسرا بشر کا لفظ۔ اسی دو لفظ کے وجہ سے بارگاہ سے مردود کر دیا گیا۔ مطلب یہ ہیکہ انصاف بھی واضح ہو گیا اور انکار بھی واضح ہو گیا۔

☆☆☆ شیطان کا رونا: حضور ﷺ نے فرمایا: شیطان اتنا کبھی نہیں رویا جتنا ان تین موقعوں پر رویا ہے۔ ایک تو اُس دن جب وہ ملعون ہوا اور آسمان کے فرشتوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ (۲) دوسرے اُس دن رویا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی (۳) تیسرے وہ دن جس دن سورہ فاتحہ مع بسم اللہ اُتری (شیاطین آج بھی جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اور ذکر فاتحہ سن کر روتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں)

حضور ﷺ کی بشریت: بد قسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں رسول کریم ﷺ کے مرتبہ و مقام اور منصب کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے اور حضور ﷺ کے زمانہ کے کفار کی طرح ﴿مَآئِذَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ ہم تو تم کو اپنے جیسا بشری دیکھتے ہیں، کا باطل نعر لگاتے ہیں۔ کفار تو کہا کرتے تھے ﴿مَآئِنتُمْ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر، نبی کو بشر اور مٹی کہنے والا سب سے پہلے ابلیس (شیطان) ہے ﴿قَالَ لَمْ أَكُنْ لَآ شَيْءٍ لِّبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ﴾ میں گوارہ نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا بتنے والی مٹی سے ﴿أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ

نَارٍ وَخَلَقْتُهُ مِنْ طِينٍ ﴿۱﴾۔ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے آگ سے اور آدم کوٹی سے پیدا کیا گیا آج بھی یہی ابلیس باطل نعرے مختلف جماعتوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔ اور آیت مبارکہ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جیسے نبی اور غیر نبی میں صرف وحی کا فرق ہے باقی تمام اوصاف میں وہ عام انسانوں کے برابر ہیں۔ نبی اخلاقی، روحانی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی، عملی حیثیت سے عہدہ ہو کر انسانوں سے بہت بلند اور علائقہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی آمر ناعی، مزکی، حاکم، نور بادی، شارع اور داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ نبی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کائنات کے لئے روشنی کا مینار بناتا ہے اور نبی کا قول، عمل، سیرت و کردار، دین اور شریعت قرار پاتے ہیں۔ وحی والے اور بے وحی والے انسانوں میں خود وحی اور عدم وحی کے بینکڑوں لوازم و خصائص اور اوصاف کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ جب صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کے اتباع میں کئی دن متصل نطفی روزے رکھنے لگے تو آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا ایک مٹلی تم میں کون میرے مثل ہے؟ یطعمنی ویسقنی (بخاری) میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کیا عام انسانوں کو بھی یہ روحانی غذا اور روحانی سیرابی میسر آتی ہے؟ اور کیا وحی کے علاوہ دوسری حیثیتوں سے بھی مشیت کی اس میں نفی نہیں ہے؟

نیز کی حالت میں نبی کے قلب اطہر اور اس کے احساسات کا غافل نہ ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ کیا یہی کیفیت عام انسانوں کے دل کی بھی ہے؟

لوگوں کو نماز کی صفوں کو درست رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں بخرا تمہارے رکوع و سجود اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیا عام انسانوں کی قوت بصارت کا یہی عالم ہے؟ جبکہ کتاب مجید میں فرمایا ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۚ لَقَدْ زَايَ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ (النہم/۷۱) (حضور ﷺ کی نگاہیں نہ ٹہری ہوئی اور نہ بڑھی) نہیں جھپکی (بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں) کیا اسی شان سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کسی اور آنکھ کو حاصل ہوا؟

حضور سرور انبیاء علیہ السلام کی نسبت سے امہات المؤمنین کو جو مرتبہ و مقام اور شرف حاصل ہوا ہے وہ عام عورتوں کو حاصل نہیں ہوا ہے امہات المؤمنین سب سے ممتاز ہیں۔ ﴿يُنْسَأُ النَّبِيُّ لَسَعَةٍ كَأَخِي مِنَ النِّسَاءِ﴾ (الاحزاب/۳۲) 'اے نبی کی ازواجِ مطہرات' تم نہیں ہو، دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کے مانند 'النساء' میں صنف نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ جس سے ثابت ہے کہ ازواجِ النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شانِ خاص کا حامل ہے۔ دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہمسر نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث اُن کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کے درجات اور احکام جدا گانہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو خود حضور ﷺ تو بدرجہا اس کے سزاوار ہیں 'کاحد من الرجال'، میں یعنی آپ ایسے نہیں ہیں جیسے ہر مرد اپنے خصائص و کمالات میں عام انسانوں سے بدرجہا بلند تر اور ممتاز ہیں اور حضور ﷺ کی بیویاں تمام جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہاں 'النساء' میں کوئی قید نہیں۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں لیکن حضور ﷺ کی ازواجِ پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل و بہتر ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے فرمایا گیا کہ ﴿فَضَّلْنَاكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ ہم نے تم کو تمام عالم والوں پر بزرگی دی تو اس زمانہ کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے اور اب غلامانِ مصطفیٰ علیہ السلام سب امتوں سے افضل۔ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (سورہ فرقان) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہانوں کو ڈرسانے والا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَوْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ﴾ (سورہ فتح) اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے اپنی پہچان اور تعارف اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعہ سے کرائی ہے۔ اے مسلمانو! اگر اللہ تعالیٰ کو جانا چاہتے ہو تو اس طرح پہچانو کہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے محبوب کو رسول بنا کر بھیجا

یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم، کرم، رحمت اور تمام صفات کا نظارہ کرنا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا چاہیے آپ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں۔ ☆☆☆

حزب اللہ اور حزب الشیاطین : شیطان کی 'میں' خدا کی 'میں' سے ٹکرائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب دو اسکول بن گئے ہیں۔ ایک شیطانی اسکول ہے ایک رحمانی اسکول ہے۔ تو ظاہر ہے کہ جب وہاں 'میں' ٹکرائی تو یہاں بھی 'میں' ٹکرائے گی ورنہ مجھے بتلاؤ اختلاف کی تاریخ پر نظر رکھنے والو ! نمرودیت اور ابراہیمیت کا تصادم کس بات کا تصادم تھا؟ فروغیت اور موسویت کا تصادم کس بات کا تصادم تھا؟ ابوجہلیت اور مصطفویت کا تصادم کس بات کا تصادم تھا اور یہ بتلاؤ کہ حبشیت اور یزیدیت کا تصادم کس بات کا تصادم تھا۔ یہ 'میں' ہی کا ٹکراؤ تھا۔ کسی کی 'میں' خدا کی 'میں' تھی اور کسی کی 'میں' ابلیس کی 'میں' تھی اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضیٰ بان تصلیٰ علیہ

آج ہم سے کہا جاتا ہے کہ ملانے کی بات کرو اتفاق کی بات کرو۔ میں ضرور ملانے کے لئے تیار ہوں مگر میرے ملانے سے پہلے ابوجہلیت کو مصطفویت سے ملاؤ پہلے نمرودیت کو ابراہیمیت سے ملاؤ پہلے یزیدیت کو حبشیت سے ملاؤ پہلے تاریکی کو روشنی سے ملاؤ آگ کو پانی سے ملاؤ۔ اگر آگ پانی سے نہیں مل سکتی تو پانی آگ سے کیسے ملے گا؟ اگر ابوجہلیت مصطفویت سے نہیں مل سکتی تو مصطفویت ابوجہلیت سے کیسے ملے گی؟ ذرا سوچو اور سمجھو یہ تصادم بالکل فطری تصادم ہے۔ یہ 'میں' کا ٹکراؤ ہے جس کی 'میں' خدا کی 'میں' میں فنا ہو وہ حزب اللہ ہے وہ اللہ کا گروہ ہے جس کی 'میں' شیطان کی 'میں' میں فنا ہے وہ حزب الشیاطین ہے وہ شیطانی گروہ ہے۔ یہ ٹکراؤ پہلے سے چلا آ رہا ہے اور یہاں پر چٹا ہی رہے گا اس ٹکراؤ کو تم ختم نہیں کر سکتے۔ جب 'میں' لڑا رہے ہیں تو ذرا سوچ کر لڑاؤ کہ کس کے ساتھ 'میں' کو لڑا رہے ہو۔ اگر میں اپنے پیرومرشد سے اپنی 'میں' کو چلاؤں تو کیا اپنی 'میں' چلے گی؟ اپنے استاد سے کبھی اپنی 'میں' چلے گی؟ میں اپنے نیچے والوں پر تو 'میں' کو چلاتا ہوں مگر اوپر والوں کے سامنے 'میں' کو جھکا دیتا پڑتا ہے۔ اور 'میں' کو جھکا دینے میں ہی سعادت ہے

اور سعادت ہی نہیں بلکہ نجات بھی اسی میں ہے۔ اگر بڑے کی 'میں' سے ٹکرائیں گے تو کہیں کے نہیں رہیں گے۔ یاد رکھو کہ 'میں' کو ٹکرانے سے پہلے دیکھو کہ کس کی 'میں' سے ٹکراؤ ہے۔ اس تمہید کے بعد اس آیت کریمہ کی طرف توجہ کرو ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اے محبوب! آپ کے ذکر کو میں نے بلند کیا ہے۔ اب سوچو کہ یہ کس کی 'میں' کہہ رہی ہے۔ خدا کی۔ اب اے محبوب! اب جو آپ کی رفعت سے ٹکرائے، آپ کی شوکت سے جو ٹکرائے اور آپ کی عظمت سے جو ٹکرائے وہ تو آپ سے نہیں ٹکرا رہے بلکہ میری 'میں' سے ٹکرا رہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ اور میری 'میں' سے ٹکرا کر شیطان نے اپنی 'میں' کو دیکھ لیا ہے۔ ان ٹکرانے والوں کو بھی انتظار کرنا چاہئے۔ اے محبوب! آپ خود بلند نہیں ہوئے، میں نے بلند کیا ہے۔

☆☆☆ اے محبوب! آپ نے خود سے علم نہیں سیکھا، ہم نے علم سکھایا ہے ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (نساء/۱۱۳) اور آپ کو سکھایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (البیان)

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (حل/۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ ﴿إِنَّا أَعْلَمُتُكَ الْكُتُوبَ﴾ بیشک ہم نے آپ کو کوشر (بے حد و بے حساب انعامات اور خیر کثیر) عطا کئے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۖ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَيَسْرَاجًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب/۳۶) اے نبی مکرم: ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور دعوت والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا (غیاۃ القرآن)

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّنَّاسٍ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سبا/۲۸) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّدُوهُ
وَتُوَفِّيُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الفتح/ ۹)

بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سُنا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اُس کے
رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو (کنز الایمان)
﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا﴾
(النساء/ ۱۷) اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل آئی
اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ (البقرة)

بے شک ہم نے (اے محبوب) آپ کو بھیجا حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء/ ۱۰۷)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محبوب) مگر سرِ پا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ (الفرقان/ ۵۶)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محبوب) مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی شانِ محبوبیت میں یہ چند آیات کریمہ پیش کی گئی ہیں حقیقت یہ
ہے کہ اگر قرآن کریم کو بنظر ایمان دیکھا جائے تو اس میں اوّل سے آخر تک نعتِ سرور
کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا ہر موضوع اپنے لانے
والے محبوب ﷺ کے حامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

ہم نے تجھے احمد الحامدین بنایا۔ احمد کا معنی ہے احمد الحامدین لربہ:
تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اپنے رب کی حمد کی کثرت
کی برکت سے ہی آپ محمد بھی بنے۔ فالمحمد هو الذی حمد مرة بعد مرة یعنی
جس کی بار بار حمد کی جارہی ہو وہ محمد ہے۔ نہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے میں آپ کا کوئی مثل
ہے، کوئی فرشتہ کوئی رسول، کوئی نبی اپنے خداوند کی حمد سرائی اور ثنا گستری میں اس مقام پر

نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا حبیب فائز ہے۔ اسی طرح مخلوق میں سے جتنی حمد اور جتنی ستائش اس عبد محبوب کی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، کسی اور کو نصیب نہیں۔ جن و انس اس کے ثنا خوان ہیں، حور و ملک اس کی توصیف میں رطب ولسان ہیں اور خود خدا بھی اس کی مدح فرما رہا ہے۔ صرف اس فانی دنیا ہی میں نہیں بلکہ عالم آخرت میں بھی حضور ﷺ کی شان نرالی ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شان محمدیت کی تابانیوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب دست مبارک میں لوائے حمد تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ حبیب مقام محمود پر جلوہ فرما ہوگا۔ ☆☆☆

اے محبوب ! آپ کے جتنے خوبیاں ہیں میری دی ہوئی خوبیاں ہیں۔ خوبیوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک اختیاری خوبی، ایک غیر اختیاری خوبی۔ اختیاری خوبی کا یہ معنی ہے کہ جس میں آپ کے اختیار کو دخل ہو، آپ کے کسب کو دخل ہو۔ کسی فن کا سیکھنا یہ اختیاری خوبی ہے۔ مگر کچھ خوبیاں ایسی ہیں جو اختیاری نہیں ہے مثلاً قد و قامت، حسن و جمال..... یہ اختیاری چیز نہیں ہے۔ چاند کو چمکانا ہی پڑے گا چاہے اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ سورج کو روشنی دینا ہی پڑے گا چاہے اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ دریا کو بہنا ہی پڑے گا آبشار کو نہریں دینے ہی پڑیں گے چاہے مرضی ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ کی بات عرض کرتا ہوں اگر غیر اختیاری خوبی کی تم بُرائی کرو تو یہ خدا کی بُرائی ہے اور اچھائی بیان کرو تو یہ خدا کی اچھائی۔ جس کی خوبی اختیاری نہ ہو اس کی بُرائی خدا کی بُرائی ہے اور اس کی اچھائی خدا کی اچھائی ہے اگر چاند کو تم نے بُرا کہا تو کیا چاند اپنے خود سے بنا ہے خدا ہی نے بنایا ہے بنانے والے کو بُرا کہہ رہے ہو۔ اگر شکل و صورت کو بُرا کہا تو بنانے والے کو بُرا کہا، اس لئے کہ یہ غیر اختیاری ہے مگر کسی چیز کو تم پیش کرتے ہو جو اس کے اختیار میں دیا گیا ہے تو یہ اسی کی بُرائی ٹھہرتی ہے کہ فلاں کا علم ٹھیک نہیں ہے فلاں کا حافظہ اچھا نہیں ہے فلاں اچھا کھیل نہیں جانتا، چونکہ یہ اختیاری چیز ہے لہذا یہ اس کی بُرائی ہوگی۔ سب کا علم اختیاری مگر محبوب کا علم غیر اختیاری۔ اس لئے کہ اے محبوب ! یہ علم تم نے نہیں سیکھا، میں نے سکھلایا ہے۔ اے محبوب ! تم بلند نہیں ہوئے، میں نے بلند کیا ہے۔ اے محبوب !

تم خود سے رحمۃ للعالمین نہیں بنے، میں نے بنایا ہے۔ جو کوشش سے حاصل کر سکتے تھے میں نے بغیر کوشش بہت کچھ دیا ہے اس لئے کہ اب آپ کی کسی بھی صفت کی کوئی بُرائی کرے تو وہ خدا کی بُرائی ہوگی اور کسی نے آپ کی تعریف کی تو وہ خدا کی تعریف ہو اور جو کوئی آپ کی صفات سے ٹکرائے وہ میری 'میں' سے ٹکرائے۔ میں بلند کر رہا ہوں اور یہ ٹکرانے والا ٹکرا رہا ہے۔ میں نے بلند کیا اور جب میں نے بلند کیا ہے تو اب جو آپ کی صفت سے ٹکرائے وہ میری 'میں' سے ٹکرائے۔

رفعتِ مطلقہ: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ یہ بات یوں بھی کہی جاسکتی تھی وَرَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ اے محبوب میں نے بلند کیا۔ یہ رفعتنا کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا؟ یہ جمع کا عین ہے واحد حقیقی کے لئے تو یہی تھا وَرَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ (میں نے بلند کیا) کہتا۔ مگر کہتا ہے وَرَفَعْنَا ہم نے بلند کیا۔ واحد کی جگہ جمع کا لفظ استعمال کیا۔ جہاں واحد کی جگہ جمع کا لفظ استعمال کیا جائے، وہاں اظہارِ عظمت مقصود ہوتا ہے جب محبوب کی بلندی بیان کی جا رہی ہے تو خدا خود اپنی عظمت کا اظہار فرما رہا ہے جیسا بلند کرنے والا ہوگا ویسا ہی بلند ہونے والا ہوگا یہ کیسا بلند ہوا مثلاً کسی بچے نے کہا کہ میں نے بلند کیا تو اس کی طاقت کے مطابق بلند کیا ہوگا۔ اگر کسی جوان نے کہا تو وہ اپنی طاقت کے مطابق بلند کیا ہوگا اُس کی طاقت دریافت کرتے جائیں گے۔ جب خدا فرماتا ہے کہ میں نے بلند کیا تو اب محبوب کی رفعت سمجھنے سے پہلے خدا کی قدرت کو سمجھو۔ بلند ہونے والے کو نہ دیکھو بلند کرنے والے کو دیکھو اور بتلاؤ خدا کی قدرت کہاں تک بلند کر سکتی ہے۔ جب خدا کی قدرت کی انتہا نہیں تو محبوب کی رفعت کی انتہا کیا بتلاؤں۔

☆☆☆ یہ آیت کریمہ بظاہر تو مختصر سی ہے مگر اس کے ایک ایک کلمہ میں جس قدر نعمت محبوب ہے اس کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن مقامات عالیہ پر فائز فرمایا اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے ذکرِ اظہر کو وہ بلندی اور رفعت عطا ہوئی ہے کہ ایسی بلندی کا کسی دوسرے کے لئے تصور بھی کیا جاسکتا۔

یہی بات ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا) میں ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے رفعت بخشی مگر کس کے مقابلے میں؟ عام مخلوق کے ذکر کے مقابلے میں، ملائکہ کے ذکر کے مقابلے میں، انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے مقابلے میں، یا رسل عظام کے ذکر کے مقابلے میں۔

اس آیت مبارکہ میں مد مقابل کا ذکر ہی نہیں۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہاں رفعت سے مراد رفعت مطلقہ ہے یعنی مخلوق میں جتنے بھی صاحب رفعت ہیں ان میں سے کوئی بھی حضور ﷺ کے مقام رفعت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ کی شان اقدس اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ وہ تمام صفات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی ہیں ان میں سے ہر صفت اپنی شان اور رفعت میں اپنے مد مقابل کو ملنے والی ہر صفت کے مقابلے میں بلند تر ہے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَأَكْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءِ
خَلِيقَتِ مُبَرَّةٍ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خَلَقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اے حسن و جمال کے تاجدار احمد مختار

آپ سے بڑھ کر کوئی حسن و جمال والا میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا
آپ سے بڑا صاحب کمال تمام جہاں کی عورتوں کی آغوش میں کبھی کوئی نہیں پیدا ہوا
خالق حسن و جمال نے آپ کو ہر عیب سے بری اور پاک پیدا فرمایا ہے
گویا آپ جس طرح چاہتے تھے خلاق عالم نے آپ کی تخلیق فرمائی

سب سے افضل والی: یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور تاجدار انبیاء علیہم السلام کی ذات ستودہ صفات اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے افضل والی اور بلند وبالا ہے اور تمام انبیاء کرام میں بھی سب سے افضل۔ آپ جو دین لے کر آئے وہ تمام ادیان سے افضل۔ آپ جو کتاب لے کر آئے وہ تمام کتابوں سے افضل۔ جو نظام لے کر آئے وہ تمام نظاموں سے افضل۔ جو قانون لے کر آئے وہ تمام قوانین سے افضل (حضور ﷺ کا قانون قانون الہی)۔

جس شہر میں تشریف لائے وہ شہر تمام شہروں سے افضل۔ جس ملک میں تشریف لائے وہ ملک سارے ملکوں سے افضل۔ جس سال میں جلوہ گر ہوئے وہ تمام سالوں سے افضل۔ جس ماہ میں آئے وہ ماہ تمام مہینوں سے افضل (ربیع الاول یعنی پہلی بہار۔ چونکہ پہلی بہار عالم ارواح والی اس میں آئی، نام ہوا ربیع الاول)۔ جس دن آئے وہ دن تمام دنوں سے افضل۔ جس وقت آئے وہ وقت تمام اوقات سے افضل۔ جو بانی حضور ﷺ کی انگلیوں سے بہا وہ زمزم سے افضل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جس قبیلے میں آئے وہ قبیلہ تمام قبیلوں سے افضل۔ حضور ﷺ جس خاندان میں آئے وہ خاندان تمام خاندانوں سے افضل۔ حضور ﷺ کے ماں باپ سارے جہان کے غیر نبی ماں باپ سے افضل۔ حضور ﷺ کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ سے افضل۔ حضور ﷺ کی آل پاک تمام رسولوں کے آل اولاد سے نفیس ترین۔ حضور ﷺ کی امت تمام رسولوں کی امت سے بہترین امت ہے۔ اسی طرح جس محفل میں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو وہ محفل بھی ساری محفلوں سے افضل۔

حضور ﷺ کا گھر خدا کا گھر۔ حضور ﷺ کا دیکھنا خدا کا دیکھنا۔ حضور ﷺ کا بولنا خدا کا بولنا ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (انہم) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (یعنی ہمارے نبی اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں فرماتے۔ جو کچھ فرماتے ہیں وہ رب کی وحی ہوتی ہے)۔ حضور ﷺ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ۔ حضور ﷺ کا پھینکنا خدا کا پھینکنا ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ (الافعال ۸/۱۲) اور (اے محبوب) وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی تھی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ حضور ﷺ کی بیعت خدا کی بیعت ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَتَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسْئُوتُهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الفتح ۱۰) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ تو اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسے بڑا ثواب دے گا۔

سارے جہانوں میں ذکرِ رسول کی بلندی : رفعت کے معنی ہیں بلندی۔

دفعنا کے معنی ہوئے ہم نے اونچا کر دیا آپ کا ذکر۔ اس اونچا کرنے کے معنی میں بہت گنجائش ہے اولاً تو یہ کہ تمام بڑوں کے ذکر تو زمین پر مگر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چرچا زمین پر بھی اور آسمان پر بھی جنت میں بھی۔ دُنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر سورج غروب ہو رہا ہے اور غروبِ آفتاب کے وقت مغرب کی اذان ہو رہی ہے اسی طرح ہر وقت کہیں نہ کہیں فجر ہو رہی ہے اور جہاں طلوعِ فجر ہے وہاں فجر کی اذان ہو رہی ہے علیٰ ہذا القیاس اور اذان میں جہاں اللہ کا نام بلند کیا جا رہا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کا نام بھی بلند کیا جا رہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دُنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر آپ کا نام بلند کیا جا رہا ہے اور جس طرح کلمہ شہادت میں اذان میں اور شہد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام رکھا ہے انبیاءِ مقیمین میں سے کسی کا نام اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔

آپ کے ذکر کی رفعتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق جنت عرش ولوح کرسی قلم حتیٰ کہ ہر ذرّے ذرّے پر اپنے محبوب کا نام ثبت فرما دیا تاکہ لوگوں پر یہ واضح ہو جائے کہ جہاں تک میری رُبوبیت کا دائرہ ہے وہاں تک اس رسول کی رسالت ہے۔ اگر میں ربّ الغلّین ہوں تو اس کو میں نے رحمۃً للعالمین بنایا ہے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ بیشک پیدا کرنے والا میں ہوں لیکن ان کا مالک میں نے اپنے محبوب کو بنا دیا ہے کیونکہ مالک کے علاوہ کسی دوسرے کا نام شے پر نہیں لکھا جاتا۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھر یرا تیرا
اے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ آپ کی شان و عظمت بہت ہی بلند و بالا ہے آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ آپ کی عظمت کے جھنڈے عرشِ اعظم پر لہا رہے ہیں۔ زمین والے آپ کی شان و شوکت کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ کاش وہ آپ کی بلند ترین شان و عظمت سے باخبر ہوتے جو عرشِ بلکہ لامکان تک پھیلی ہوئی ہے۔

حدیثِ قدسی میں ہے اِنَّمَا ذِکْرُکَ ذِکْرُتَ مَعِی جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ تمہارا

ذکر ہوگا۔ رب تعالیٰ کا ذکر زمینوں میں بھی ہوتا ہے اور آسمانوں میں بھی، فرش پر بھی ہوتا ہے اور عرش پر بھی ہوتا ہے۔ لازمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک بھی فرش و عرش پر ہوتا ہے بلکہ جنت میں بھی حضور ﷺ کے اسم گرامی کا بول بالا ہے حدیث پاک میں ہے کہ جنت کے درختوں کے ہر پتے پر حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لکھا ہوا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جس طرح ایک جھنڈا کعبہ معظمہ پر اور ایک بیت المقدس پر اور ایک زمین و آسمان کے درمیان نصب فرمایا، اسی طرح حکم الہی آسمانوں کے اوپر بیت المعمور پر جو خانہ کعبہ کے بالکل سیدھ میں بالکل کعبہ جیسی ایک عمارت ہے ایک جھنڈا اس عمارت پر بھی لہرایا۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

ما ان مدحت محمدا بمقالتي لكن مدحت مقالتي بمحمد

میں نے اپنے کلام سے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہ کی بلکہ اُن کے ذکر پاک سے اپنے کام کو قابل تعریف بنالیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور نبی مکرم ﷺ کو کوثر عطا فرمایا ﴿إِنَّا آغَطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ اے محبوب ہم نے آپ کو (خیر کثیر) بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ کوثر سے مراد حضور ﷺ کی نبوت اور فیوض و برکات کی کثرت، قرآن کریم، دین اسلام، صحابہ کرام کی کثرت، رفع ذکر، امت کثیرہ ہے۔

اب تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ : ☆ رفعت ذکر کی ایک اہم صورت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے نام کو اپنے نام مبارک کے ساتھ متصل فرمایا، مثلاً کلمہ طیبہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ) میں جہاں توحید کا اعلان ختم ہوتا ہے وہاں سے رسالت کی بات شروع ہو جاتی ہے۔ درمیان میں واؤ عاطفہ کا ذکر بھی نہیں حالانکہ دو ذاتوں کا ذکر ہے جس کا تقاضا عطف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ میرے اور میرے محبوب کے ناموں کے درمیان واؤ آجائے۔ یعنی ہم اگرچہ دو ہیں مگر ہم

میں دوئی کا تصور نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت، اتباع، محبت وغیرہ میں جہاں اپنا ذکر کیا ہے وہاں اپنے محبوب کا ذکر بھی حصار کیا ہے۔ سید قطب مصریؒ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: رفعناه في الملاء الاعلى ورفعناه في الارض ورفعناه في هذه الوجود جميعا رفعناه فجعلنا اسمك مقرونا باسم الله كلما تحركت به الشفاه ہم نے آپ کا ذکر ملاء اعلیٰ میں بلند کر دیا اسی طرح زمین میں اور اس تمام روئے کائنات میں بھی اور ہم نے آپ کے اسم گرامی کو اپنے ساتھ اس طرح پیوست کر دیا ہے کہ جب بھی اللہ کا نام کوئی لے گا آپ کا بھی لے گا۔ ہر جگہ جہاں رب کا نام وہاں محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک۔ (کلمۃ اذان نماز، التحیات، خطبہ)

☆ بڑے بڑے نامور دنیا سے ایسے گئے کہ اُن کا نام بھی مٹ گیا مگر نہ مٹا تو اُن کا چرچا۔ لوگوں نے اُن کا ذکر بند کرنے کی بہت کوشش کی، بدعت کہا، شرک کے فتوے لگائے مگر وہ خود مٹ گئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ مٹ سکا۔

☆ سارے ملائکہ اور نبیوں سے آپ پر درود و سلام پڑھا دیا گیا ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب/ ۵۹) بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے نبی مکرم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی (بڑے ادب و محبت سے) اُن پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اللہ صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ گویا ازل سے لیکر اب تک کوئی وقت نہیں گزرتا مگر اُس وقت میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر صلوٰۃ پڑھتا رہتا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہو:

﴿سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ (مریم/ ۱۵) سلامتی ہے اُن کی پیدائش کے دن اور اُن کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اُٹھائے جائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا﴾ (مریم/ ۳۳) اور مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مَرُوں (وفات پاؤں) اور جس دن زندہ اُٹھایا جاؤں۔

حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعثت (جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں) صرف تین بار اللہ تعالیٰ نے سلام نازل کرنے کا ذکر فرمایا اور نبی کریم ﷺ پر زمان و مکان کی کسی قید کے بغیر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔ پھر وہاں سلام کا ذکر تھا یہاں صلوٰۃ کا ذکر ہے۔ وہاں تین ایام کی قید ہے یہاں اعداد و شمار کا ذکر نہیں ہے۔ نہ الوہیت کے عدم کا تصور ہے نہ آپ کے ذکر کے انقطاع کا تصور ہے۔

عہد میثاق اور ذکر رسول : میثاق کے دن سارے نبیوں نے آپ کا کلمہ پڑھا۔ ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ ۚ أَأَقْرَضْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي ۚ قَالُوا أَقْرَضْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا ۚ وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝﴾ (النمران ۸۱/۳) اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو عطا کروں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتبوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اُس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا، کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

حق تعالیٰ نے سارے پیغمبروں سے اور بالواسطہ اُن کی امتیوں سے روز میثاق یہ عہد لیا کہ اے گروہ انبیاء جب میں تمہیں دنیا میں بالواسطہ یا بالواسطہ اپنی کتاب یا صحیفہ اور اپنا علم و حکمت عطا فرماؤں، تمہیں تمنغہ نبوت سے سرفرازی بخشوں، پھر اسی حال میں جبکہ تمہاری نبوت کا آفتاب خوب چمک رہا ہو اور تمہارا کلمہ پڑھا جا رہا ہو، تمہارے نام کے ڈنکے بج رہے ہوں وہ پچھلا پیغمبر و عاے خلیل اور بشارت عیسیٰ ساری خلقت کا ہادی، عرش و فرش کا بادشاہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے تو تم اُن کا کلمہ پڑھ کر اُن پر ایمان لانا اور ہر طرح اُن کی امداد کرنا اور اعانت کرنا، بولو کیا اقرار کرتے ہو اور اس

بھاری ذمہ کو اٹھاتے ہو؟ تمہیں یہ بات منظور ہوگی؟ سب نے عرض کیا اے مولیٰ! ہم سب کو اس کا اقرار ہے تجھ سے عہد کرتے ہیں اور اس کی پابندی کریں گے۔ فرمایا، چھاتم سب ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ۔ صرف تمہاری گواہی پر ہی بس نہیں، بلکہ ہماری شاہی گواہی بھی اس میں شامل ہے۔ ہم بھی تمہارے ساتھ گواہ ہیں۔ خیال رہے کہ جو کوئی اس عہد و پیمان کے بعد اس نبی پر ایمان لانے سے منہ موڑے گا وہ کافر ہوگا۔

محفل میلا دشریف سنت الہیہ ہے۔ دیکھو مجلس بیثاق میرے حضور علیہ السلام کی محفل تھی جس میں حق تعالیٰ حضور کا میلا دفرمانے والا، بزم انبیاء سننے والی تھی۔ نبوت کی شیرینی اس مجلس کا تبرک تھا جو بقدر قابلیت انبیاء کو تقسیم ہوا۔ خیال رہے کہ ذکر ولادت ہی کا نام محفل میلا دہے خواہ آئندہ کے لحاظ سے ہو یا گذشتہ زمانہ کے اعتبار سے۔

میرے رسول کی میلا د کے صدقے میں کسی کو نبوت ملی، کسی کو ولایت ملی، کسی کو قرآن ملا، کسی کو انجیل ملا، کسی کو زبور عطا ہوئی، کسی کو توریت ملی۔۔۔ اور ہم سب کو رسول کی غلامی مل گئی۔ رسول کا کلمہ پڑھنے کی سعادت مل گئی۔ ایمان والوں کو ایمان ملا اور کفر والوں کو رسول کی دھرتی پر رہنے کی مہلت مل گئی۔۔۔ یہی ذکر میلا د مصطفیٰ ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کی میلا د کا ذکر کتنا سنت کبریا ہے اور ذکر کتنا سنت انبیاء ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے بلندی کو اپنی طرف اس لئے نسبت کیا کہ کسی کو عزت ملتی ہے کنبہ و خاندان سے، کسی کو دولت سے، کسی کو کسی خاص دن میں پیدا ہونے سے، کسی کو کسی کی وجہ سے..... مگر ہمارے محبوب کو کسی سے عزت نہیں ملی بلکہ سب کو اُن سے عزت ملی۔۔۔ اور اُن کو اُن کے رب نے عزت دی۔ اسی لئے آپ کی ولادت پاک ندو جھو کو ہوئی نہ شنبہ کو اور نہ اتوار اور نہ منگل کو۔ کیونکہ جمعہ تو اسلام کا معظم دن ہونے والا تھا، شنبہ یہودیوں کا، اتوار عیسائیوں کا، اور منگل مشرکین کا۔ دو شنبہ (پیر) کو ولادت ہوئی تاکہ اس دن کو حضور ﷺ سے عزت ملے۔ اسی طرح رمضان وغیرہ کسی مشہور مہینہ میں ولادت نہ ہوئی بلکہ ربیع الاول میں ہوئی تاکہ اس مہینہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عزت ملے، نیز آپ کی ولادت بیت المقدس میں نہ ہوئی کہ کوئی کہتا چونکہ وہ نبیوں کا شہر ہے اس لئے اس جگہ پیدا ہونے سے آپ کو

عزت بڑھ گئی اور نہ کسی سرسبز ملک میں ولادت ہوئی کہ کوئی سیر کرنے کو جائے اور زیارت بھی کر آئے، بلکہ کہ مکرمہ عرب کا خشک ملک آپ کی ولادت کے لئے منتخب کیا گیا، پھر مکہ مکرمہ میں آپ کو نہ رکھا کہ کوئی شخص آپ کی زیارت حج بیت اللہ کے طفیل نہ کرے بلکہ مدینہ منورہ میں رکھا گیا کہ زیارت سرکار کے لئے علیحدہ سفر کرو۔ کعبہ معظمہ کی طرف بھی نماز اسی لئے ہوئی ہے کہ محبوب نے اس کو قبلہ بنا دیا۔ اسی لئے پہلے بیت المقدس کو قبلہ بنایا اور پھر کعبہ کو۔ اگر پہلے ہی سے کعبہ معظمہ قبلہ ہوتا تو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ظاہر نہ ہوتی۔

حق یہ ہے کہ دنیا و آخرت، دوزخ و جنت، مومن و کافر..... بلکہ شیاطین بھی انہی کی رفعت ذکر کے لئے بنائے گئے کہ مومن تو اُن کے گیت گائیں۔ کفار اُن کا ذکر روکیں تو ذکر کی اور بھی اشاعت ہو۔ جنت میں اُن کے فرمانبردار جائیں اور دوزخ میں اُن کے دشمن ٹھوس دیئے جائیں۔ دیکھو رب تعالیٰ نے شیطان کو علم و ادب، تقرب، تصرف سب کچھ دے کر ایک جہدے کے انکار سے مردود کیا۔ اُسے بلند کر کے نیچے گرا دیا تاکہ قیامت تک کے علماء، صوفی، مشائخ، عابد، عارف، خطباء و اعظمین..... ہجرت پکڑیں کہ اس بارگاہ کی بے ادبی سے سارا کیا کرایا اکارت جاتا ہے۔ سجدہ آدم دراصل نور محمدی کو سجدہ تھا۔

انسان اپنی بنائی چیز خود بگاڑ سکتا ہے مگر رب تعالیٰ کی بنائی چیز کسی کے بگاڑے نہیں بگڑتی۔ انسان چراغ اور موم بنی بھجا سکتا ہے کیونکہ انہیں انسانوں نے ہی روشن کیا تھا لیکن چاند سورج کسی کی پھونک سے نہیں بجھتے کیونکہ رب تعالیٰ کے روشن کئے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ کی رفعت کو اپنی طرف نسبت فرما کر یہ بتایا کہ تمہاری بلندی کسی مخلوق کی طرف سے نہیں۔ محض ہماری عطا ہے لہذا انہیں کوئی نیچا نہیں کر سکتا بلکہ جو تمہیں نیچا کرنا چاہے گا وہ خود نیچا ہو جائے گا اور جو تمہارا چرچا کرے گا اس کا دنیا میں چرچا ہو جائے گا۔ رفعت کو ماضی فرما کر یہ بتایا کہ تمہاری بلندی آج کی ہی نہیں، بہت پہلے کی ہے اور ماضی کو مطلق فرما کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری بلندی گزشتہ کے قرب و بعد کی قید سے آزاد ہے۔ ہر زمانہ تمہاری آن بان اور شان اعلیٰ رہی۔ حق تو یہ ہے کہ یہ ماضی و حال مستقبل فقط سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ اُن کی بلندی جب سے ہے جب نہ ماضی تھی نہ مستقبل۔ یعنی زمانہ سے پہلے انہیں بلندی ملی۔

آپ بلند ہی نہیں بلکہ بلندیوں کے مالک ہیں : لَفْظُ لَكَ (تیری خاطر)
کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ رفعتِ ذکر اس طور پر ہو کہ کوئی اس میں آپ کا شریک و سہم نہ ہو
تاکہ یہ آپ کی خصوصیت بن سکے۔ لَكَ اس لئے بڑھایا گیا کہ جس سے معلوم ہو کہ بلندی
اور رُتبت آپ کی ملک کر دیا گیا کہ جس کو آپ بلند فرمائیں وہ بلند ہو جائے اور جس کو حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام دھتکا ردیں اُس کو دونوں جہاں میں کہیں بھی پناہ نہ ملے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گناہیں اُسے منظور بڑھانا میرا

رفعتِ ذکر کی بعض صورتیں : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت ﴿وَذَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کے بارے میں فرمایا
اتَّأَنَّى جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ اتْدِرِي كَيْفَ رَفَعْتَ ذِكْرَكَ
قُلْتَ اللَّهُ تَعَالَى اَعْلَمُ قَالَ إِذَا ذُكِرْتَ ذُكِرْتَ مَعِيَ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے
پاس آئے اور کہا کہ آپ کا رب کریم پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر
کو کس طرح بلند کیا؟ میں نے جواب دیا: اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے رفعِ ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ
کا بھی میرے ساتھ ذکر کیا جائے گا (بخاری شریف)

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں : نبوت و رسالت اور دیگر فضائل
و مراتب کے ساتھ اس سے بڑھ کر رفعِ ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ جیسے حق سبحانہ و تعالیٰ نے کلمات
شہادت میں حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اپنے اسم گرامی کے ساتھ ملا دیا۔
حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور
مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا
جیسے ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ﴾
جب کہ دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام کو اُن کے اسماء گرامی کے ساتھ یا فرمایا جیسے ﴿وَمَا تَلَكَ
بِإِيمَانِكَ يَا مَعْشَرَ الْفِرْعَوْنَ﴾ ﴿يَا مَعْشَرَ الْفِرْعَوْنَ﴾ ﴿وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ...﴾

(ہمارے حضور ﷺ کو کہیں یا احمد یا محمد کہہ کر نہیں پکارا۔ جہاں پکارے پیارے القاب سے پکارا) اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں حضور ﷺ کا ذکر جمیل فرمایا اور تمام انبیاء و رسل سلام اللہ علیہم اجمعین اور اُن کی امتوں سے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان کا عہد لیا۔ آج دُنیا کا کوئی آباد ملک ایسا نہیں جہاں روز و شب میں پانچ بار حضور ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔ (تفسیر نیا القرآن)

اس میں ہم غلاموں کو تعلیم ہے کہ جب ہم اُن کے رب ہو کر انہیں نام لے کر نہیں پکارتے اور تم تو اُن کے غلام نمک خوار ہو تمہیں نام لے کر پکارنے کا حق کیسے پہنچ سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ محبوب ﷺ کی امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو کہا کریں گے کہ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ اُن کا منہ بند کرنے کے لئے اپنے حبیب کو جگہ جگہ پکارا تاکہ بتایا جائے کہ یہ تو میری سنت ہے۔ شرک کیسا؟

مصیبت میں زبان سے بھری نام پاک کیا نکلا مصیبت خود بنی میرا سہارا یا رسول اللہ حضور ﷺ کو دُور یا نزدیک سے پکارنا جائز ہے اُن کی ظاہری زندگی پاک میں بھی اور بعد وفات شریف بھی، خواہ ایک ہی شخص عرض کرے یا رسول اللہ یا ایک جماعت مل کر نعرہ رسالت لگائے یا رسول اللہ ہر طرح جائز ہے (جاء الحق) حضور ﷺ کو عداوت کرنا قرآن کریم، فعل ملائکہ، فعل صحابہ کرام اور عمل امت سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا محمد اخبرنی عن الاسلام نداء پائی گئی۔

جہاد، قیادۃ، محمد بن کعب، شہاک اور حسن وغیرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس بارے میں کہا لا انکر الا نکوت معی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا ذکر نہ ہوگا مگر تیرا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہوگا۔ (ابن کثیر) سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

و شق لہ من اسمہ لیجلہ فذوالعرش محمود هذا محمد
وضو الاله اسم النبی الی اسمہ اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد
حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و قدر افزائی کے لئے اُن کا نام نامی

اپنے نام سے نکالا تو عرش کا مالک محمود ہے اور آپ (ﷺ) محمد ہیں اور اللہ نے نبی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے جب کہ پانچوں وقت اذان میں اذان دینے والا اشہد (میں گواہی دیتا ہوں) کہتا ہے۔ اہل آسمان اللہ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے ہیں آپ کا نام گرامی ساقی عرش، قصور جنت کی ہر اینٹ پر، حور و نملان کی پیشانیوں پر، اشجار جنت کے تمام پتوں پر اور انہار جنت کے کنارے پڑے تمام کوزوں پر لکھا ہوا ہے حتیٰ کہ لوح محفوظ کے مرکز میں لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ محمد عبدہ ورسولہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت رسالت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و بندگی کی تصدیق بے فائدہ ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہی رہے گا اور ایمان کی لذت سے بہرہ مند نہ ہوگا۔ قتادہ کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر دنیا میں بلند ہے اور آخرت میں بھی بلند ہے۔ (تفسیر الحسنات، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب کا نام بھی نقش فرما دیا ہے۔ جس طرح ہم اپنی چیزوں پر اپنا نام لکھواتے ہیں کہ دیکھنے والا پہلی نظر میں جان لیتا اور پہچان لیتا ہے کہ اس کا بنانے والا اور مالک کون ہے۔ بلاشبہ اسی طرح ہر چیز پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تحریر تحریر فرما کر پروردگار عالم نے یہ ارشاد فرما دیا کہ اے دنیا و آخرت کی نعمتوں کو دیکھنے والو! اے جنت النعیم کے جمالستان کا نظارہ کرنے والو! تم ہر چیز پر لا الہ الا اللہ لکھا دیکھ کر یہ سمجھ لو کہ اس چیز کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ پڑھ کر یہ یقین کر لو کہ خدا کی عطا سے اس وقت اس چیز کے مالک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

رب ہے مُعْطٰی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

زمین و آسمان بلکہ سارے جہان کی ہر ہر چیز جس طرح اللہ تعالیٰ کو جانتی پہچانتی اور مانتی ہے اسی طرح ہر ہر چیز پیارے مصطفیٰ سید عالم ﷺ کو بھی جانتی پہچانتی اور مانتی ہے چنانچہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کُل شئیٰ یعلم انی رسول اللہ الا کفرہ الانس والجن یعنی ان انسانوں اور جنوں کے سوا جو کافر ہیں ہر ہر چیز مجھے اللہ کا رسول مانتی ہے

چنانچہ معجزات نبوت کی روایات بتا رہی ہیں کہ زمین، آسمان، پانی، سورج، چاند آگ، ہوا، پہاڑ، جانور، درخت..... تمام کائنات عالم مدنی تاجدار کی فرماں بردار ہیں۔

حضور ﷺ کے سوانح پر اپنوں اور بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں دنیا کے کسی نبی، مصلح، فاتح اور سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں۔ بے شمار اعلیٰ پایہ کے لوگوں نے حضور کریم کے ذکر پاک کو بلند کرنے کے لئے جس طرح اپنی زندگیاں، اپنی علمی قوتیں، روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کیے ہیں، کسی دوسرے کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے عشاق نے نثر و نظم میں انسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا فرمایا ہے اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ لادینیت کے اس دور میں بھی آپ کے دین کی تبلیغ اور آپ کی سنت کے احیاء کی کوششیں بڑے خلوص سے کی جا رہی ہیں۔ آپ کا نام پاک لے کر، آپ کا ذکر خیر کر کے اور آپ کے محاسن سن کر کروڑوں دلوں کو جو سرور و فرحت نصیب ہوتی ہے اس کا جواب نہیں۔ اپنے تو رہے ایک طرف، بیگانوں اور متعصب مخالفوں کو بھی بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت پیش کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔

اگر آپ اُن حالات کو پیش نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی اور پھر اس آیت کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کا لطف دہ چند ہو جائے گا۔ ساری دنیا مخالف ہے۔ مکہ کے نامور سردار اور عوام چراغ مصطفوی کو بجانے کے درپے ہیں جس گلی سے گزرتے ہیں وہاں غلاطیات کے ڈھیر لگا دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتے ہیں تو سرے ہوئے اونٹ کا اوجھ اٹھا کر گردن مبارک پر لاد دیا جاتا ہے۔ ان حالات میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ اُن کا ذکر پاک دنیا کے گوشہ گوشہ میں بلند ہوگا۔ اُن کے دین کی روشنی سے مہذب دنیا کا بہت بڑا علاقہ منور ہوگا اور کروڑوں انسان اُن کے نام پر جان دینے کو اپنے لئے باعث سعادت تصور کریں گے لیکن جو وعدہ مولا کریم نے اپنے برگزیدہ بندے اور محبوب رسول کے ساتھ کیا، وہ پورا ہو کر باوقار قیامت تک ذکر محمدی کا آفتاب ضو فشاں کرتا رہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

دست گئے ملتے ہیں دست جائیں گے اعدا تیرے نہ دھتا ہے نہ ملے گا کبھی چہ چاتیرا

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ لک سے معلوم ہوا کہ یہ بلندی ذکر حضور ﷺ سے خاص ہے کہ رب تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ہے۔ عرش و فرش، جنت و طوبیٰ میں آپ کا جرجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو اور رسول کے ذکر کو ایک بتایا۔۔۔ محبت الہی اور محبت رسول کو ایک بتایا۔ اطاعت الہی اور اطاعت رسول کو ایک بتایا۔ عظمت الہی اور عظمت رسول کو ایک بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی اور رسول کی نافرمانی کو ایک بتایا۔ اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو جلا نا ایمان ہے اور الگ کرنا کفر ہے..... اللہ رسول کی محبت میں تفریق نہ کرنا۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (النساء/ ۵۹) اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء/۸۰) جس نے رسول کی فرمانبرداری کی بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب/ ۷۱) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے حکم میں کوئی تفریق نہیں فرمائی ہے۔ ایک ساتھ دونوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا موئین کو حکم دیا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ يُؤْتَوْنَ أَجْرًا مِمَّا يَعْمَلُونَ إِنَّهُمْ فِي جَهَنَّمَ مُكْرَمُونَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرِّجَالُ الْمُكَذِّبُونَ﴾ (النساء/ ۱۳۹) وہ جو اللہ اور رسول کو نہیں مانتے اور جانتے ہیں کہ اللہ اس کے رسول کو جہنم کر دیں۔

اس آیت نے بتایا کہ اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو ملانا ایمان، بلکہ جان ایمان ہے اور اللہ سے رسول کی اطاعت اور احکام کو الگ سمجھنا کفر، کفر کی کفر کی جان ہے۔ جیسے لیب کی بنی کا نور چنی کے رنگ سے ملا ہوتا ہے یا جیسے نوٹ کی سرکاری نمبر اس کے کاغذ سے ملتی ہوتی ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ بیکار ہے، ایسے ہی نبوت کا توحید سے ملنا ضروری ہے۔ رب تعالیٰ نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ملا یا کہ اول جزء میں اللہ آخر میں آیا (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اور دوسرے جزء میں محمد اول ہے۔ تاکہ

اللہ و محمد کے درمیان حرف کا فاصلہ بھی نہ رہے۔

غرض کہ اللہ رسول کے ذکر اطاعت اور احکام میں فرق پیدا کرنا کفر اور فرق کو ختم کرتے ہوئے بیان کرنا ایمان ہے۔ جو سلسلہ وحی و نبوت کو تسلیم نہیں کرتا، اُسے نہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا صحیح علم ہوتا ہے اور نہ اُسے عبادت کا وہ طریقہ معلوم ہو سکتا ہے جو قرب الہی کا باعث ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفات تقدیس و کمال کو نہ پہچانا اور اُس کی عبادت کے صحیح طریقوں کو نہ جانا تو اللہ کو کیا پہچانا؟

اللہ اور رسولوں کے درمیان فرق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور احکامات کو ماننے اور رسول کی عظمت، اطاعت اور احکامات کو ماننے سے انکار کر دے، یا پاک اور غیر اہم جانے، یا رسول کی تعلیمات کو ناقص اور ناکافی سمجھے۔

حضور ﷺ صفات الہیہ کے مظہر ہیں صفات الہیہ سے متصف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے انا جلیس من ذکرہنی جو میرا ذکر کرے گا، میں اس کا ہمنشین ہوں۔ جو میرا ذکر کرے گا میں اس کے قریب ہوں۔ میں اس کا جلیس ہوں، تو رسول اس کے بھی مظہر۔ انا جلیس من ذکرہنی جو رسول کا ذکر کرے گا رسول اس کے قریب ہیں۔ چاہے آپ دیکھو چاہے نہ دیکھو۔ مشاہدہ کرو نہ کرو۔ بہر حال آپ رسول کے قریب ہیں۔ ہم اپنے کو اُن کی بارگاہ میں حاضر مانتے ہیں۔ ہم حاضر ہیں وہ ناظر ہیں۔ ہم اُن کی بارگاہ میں حاضر ہیں ہم کو دیکھ رہے ہیں۔

اے محبوب! تیرے ذکر کے بغیر میرا ذکر ایمان نہیں بنتا : حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن عطاء البغدادی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت ذکر حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی ہے اس کا معنی یہ ہے: جعلت تمام الایمان بذکری معک (انشاء) میرا ذکر ایمان جب قرار پائے گا جب ساتھ تیرا ذکر بھی ہوگا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہی کلمہ توحید ہے جسے پڑھ کر انسان صاحب ایمان بنتا ہے یہی کلمہ توحید بندے کی طرف سے توحید اور رسالت کو دل سے قبول کرنے اور زبان

سے اظہار کا اقرار ہے اسی کلمہ توحید کے اقرار کے لئے اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ پر لکھ دیا۔ کلمہ توحید کے دو جز ہیں پہلا جزء لا الہ الا اللہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو۔ اسلام کے سارے نظام فکر و عمل کی بنیاد توحید پر ہے زمین و آسمان کی اس کائنات میں عبادت و بندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے وہ اکیلا سب کا معبود ہے الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء محمد رسول اللہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت ہے یعنی توحید کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار و تصدیق کرنا اور شہادت دینا ہے۔ ان دونوں جزءوں کو دل و جان سے قبول کرنے کا نام ایمان ہے۔ اسلام کا دعویٰ ہے لا الہ الا اللہ اور اس دعوے کی دلیل ہیں محمد رسول اللہ توحید دعویٰ ہے رسالت دلیل ہے۔ لا الہ الا اللہ دعویٰ ہے محمد رسول اللہ دلیل ہے۔ لا الہ الا اللہ دعوت ہے محمد رسول اللہ داعی ہیں۔ لا الہ الا اللہ ہدایت ہے محمد رسول اللہ ہادی ہیں۔ لا الہ الا اللہ ذکر ہے محمد رسول اللہ ذاکر ہیں۔ لا الہ الا اللہ ارشاد ہے محمد رسول اللہ مُرشد ہیں۔ لا الہ الا اللہ کلام ہے محمد رسول اللہ متکلم ہیں۔۔۔ جو داعی کو نہ مانے گا وہ دعوت کو کیا مانے گا۔ جو ہادی کو نہ مانے گا وہ ہدایت کو کیا مانے گا۔ جو قائل کو نہ مانے گا وہ قول کو کیا مانے گا۔ جو ذاکر کو نہ مانے گا وہ ذکر کو کیسے مانے گا۔ رسالت کو تسلیم کرنے کے بعد ہی توحید کی دعوت کو قبول کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص ساری زندگی اللہ اللہ کرتا رہے مگر وہ اس کے محبوب کا ذکر نہ کرے تو اس کے ذکر کو ترک کر دیا جائے گا۔ یہ ایمان نہیں بلکہ اسے منافقت قرار دیا جائے گا۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں : لا یصح ولا یعتقد بہ شرعاً ما لم یثقلظ بکلمتیہ اقرار حقیقۃ وحدانیۃ تعالیٰ وحقیقۃ رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم (شرح الشفاء) کہ واقعہ جب تک کوئی شخص دونوں باتوں توحید باری اور رسالت محمدی کو نہ مانے اس کے ایمان کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

اے محبوب تیرے ذکر کو میں اپنا ذکر قرار دیتا ہوں : حضرت ابن عطاء سے منقول ہے جعلتك نكرا من نكري فمن نكرك نكرتي (الثناء) میں نے تجھے سراپا اپنا ذکر قرار دے دیا ہے پس جس نے تجھے یاد کر لیا اُس نے مجھے یاد کر لیا۔
حضرت ملا علی قاری رفعتِ ذکر پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

لا يبعد ان يقال المراد برفع نكره انه جعل نكره نكرا جعل طاعته طاعته رفعتِ ذکر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے جس طرح آپ (ﷺ) کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔
ولا مقام فوق هذا في المرتبة (شرح الثناء) اس سے بڑھ کر مرتبہ میں کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔
جب اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم کے ذکر کو بے پناہ ذکر قرار دے دیا ہے یعنی حضور کی نعت اور آپ پر درود و سلام اللہ ہی کا ذکر ہے تو واقعہ اس سے بڑھ کر اس کائنات میں کوئی مرتبہ و مقام نہیں ہو سکتا۔

الثناء کے محضی علامہ علی محمد الجاوی اس معنی کی تصریح کرتے ہیں:

كان نكرك عين نكري آپ کا ذکر میرے ذکر کا عین ہے۔

ذکرِ مصطفیٰ کی عظمت : سب سے پہلے مصطفیٰ کا ذکر کبریائے کیا اور سارا عالم خطاب الہی کا مخاطب تھا، گویا سارا عالم اجتماعِ عظیم ہے اور خدا میلا مصطفیٰ کا ذکر فرما رہا ہے۔
معلوم ہوا کہ کسی مجمع میں مصطفیٰ کا ذکر کرنا خدا کی سنت ہے اور مصطفیٰ کا ذکر انست چیز ہے۔
اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ذکر کرنے کے لئے ذکر کی ضرورت ہے جس طرح کوئی فعل، فاعل کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتا، اسی طرح کوئی ذکر ذکر کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ایک ہے ذکرِ خدا، ایک ہے ذکرِ مصطفیٰ۔ خدا کا ذکر مخلوق کرتی ہے اور مصطفیٰ کا ذکر خالق کائنات کرتا ہے اور ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جس دن سب فنا ہو جائیں گے نہ ذکر رہے گا نہ ذکر ہے گا ارشادِ باری ہے ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ ساری کائنات فنا ہو جائے گی باقی رہنے والی خدا کی ذات ہے۔

تو نتیجہ نکلا کہ ساری کائنات فنا ہو جائے گی لیکن مصطفیٰ کا ذکر باقی رہے گا اس لئے کہ مصطفیٰ کا ذکر کبریا کر رہا ہے جو باقی ہے اور باقی رہے گا۔ پتہ چلا کہ نہ خدا مٹ سکتا ہے نہ ذکر مصطفیٰ مٹ سکتا ہے بلکہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے والا خود ہی مٹ جائے گا۔

مٹ گئے مٹنے ہیں مٹ جائیں گے اعدائے نبیؐ نہ رہا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مصطفیٰ کا ذکر اذانوں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر نمازوں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر عبادت میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ریاضت میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر حقیقت میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر معرفت میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ملائکہ میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر قرآن عظیم میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر توحید کے اوراق میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر زبور کے صفحات میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر انجیل کے پاروں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر جنت کی بہاروں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر دنیا کے نظاروں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر آسمان کی بلندی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر زمین کی پستی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر پہاڑ کی چوٹیوں پر ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر دریا کی روانی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر موجوں کی طغیانی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر سمندر کی سیلابی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر کائنات کے ذرہ ذرہ میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے اذان کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے نمازوں کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے سمندر کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے ملائکہ کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے قرآن کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے خدا کو مٹانا ہوگا۔ اور قرآن کا مٹانا غیر ممکن ہے۔ نمازوں کا مٹانا غیر ممکن ہے۔ خدا کا مٹانا غیر ممکن ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانا بھی غیر ممکن ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہا ہے ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

حضور ﷺ کا ذکر کہاں نہیں : اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ

کے ذکر کو وہ رفعت بخشی جو کسی کو نہیں ملی۔ قانونِ قدرت ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے

وہاں اُس کے محبوب کریم ﷺ کا ذکر ہوتا ہے جیسے کلمہ نماز اذان، خطبہ قرآن میں..... جہاں بھی ذکر خدا ہوتا ہے وہاں ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے مگر ایک مقام ایسا آتا ہے جہاں ذکر خدا تو ہوتا ہے مگر وہاں مصطفیٰ (ﷺ) کا نام نہیں لیا جاتا۔ دیکھئے آپ کسی حلال جانور کو ذبح کرتے ہیں تو پڑھتے ہیں بسم اللہ اللہ اکبر۔ اور پھر چھری چلا دیتے ہیں۔ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اُس کے محبوب ﷺ کا نام نہیں لیتے۔ اس لئے کہ مالک کی فشاء و مرضی یہی ہے۔ اے محبوب! جب جانور کے گلے پر چھری میرا نام لے کر چل رہی ہوگی تو مجھ پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اگر میری ذات رحیم و کریم ہے تو قہار و جبار بھی..... مگر اے محبوب! جانور کی گردن پر چھری چلتے وقت تیرا نام نہ لیا جائے، اس لئے کہ میں نے تجھے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ تو جب جانور کی گردن پر چھری چلتی ہے تو بسم اللہ اللہ اکبر۔ تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں لیا جاتا ہے۔ نعرہ تکبیر بلند ہوتا ہے، نعرہ رسالت نہیں لگایا جاتا۔ جن جلسوں میں نعرہ تکبیر لگایا جاتا ہے اور نعرہ رسالت نہیں لگایا جاتا..... تو مجھے یہ کہنے دو جہاں جانور ذبح ہوتا ہے وہاں نعرہ رسالت نہیں لگایا جاتا اور جہاں ایمان ذبح ہو رہا ہوتا ہے وہاں اُس جلمے میں نعرہ رسالت نہیں لگایا جاتا۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بلان تصلی علیہ
دی زبان حق نے ثنائے مصطفیٰ کے واسطے دل دیا تحب حبیب کبریاء کے واسطے
ہم نعرہ تکبیر بھی لگاتے ہیں اور نعرہ رسالت بھی بلند کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بھی بیان
کرتے ہیں اور محبوب خدا ﷺ کی تعریف بھی پڑھتے ہیں۔

حضور ﷺ رفیع الدرجات ہیں : قرآن مجید ارشاد باری تعالیٰ ہے
﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ یہ رسول جن کو ہم نے ایک دوسرے پر
فضیلت بخشی ہے (نفس نبوت میں تو سب انبیاء کرام برابر ہیں مگر فضائل و مراتب کے لحاظ
سے زمین و آسمان کا فرق ہے)

حضور ﷺ کے درجات کی بلندی کس قدر ہے یہ اُن کا خالق ہی جانتا ہے۔ حضور ﷺ

سے پہلے آنے والے انبیاء کا دائرہ نبوت وسیع نہ تھا بلکہ زمانی و مکانی حدود کے اندر تھا مگر حضور ﷺ اس شان کمال کے نبی و رسول ہیں کہ جب تک کائنات افق پر آفتاب اپنی تابانیوں کے ساتھ روشنی بکھیرتا رہے گا اس وقت تک نبوت محمدی کا پرچم لہراتا رہے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب میں آسمانوں اور زمین کے کاموں سے جن کے پورا کرنے کا مجھے حکم دیا گیا فارغ ہوا تو میں نے اللہ رب العزت کے حضور عرض کیا کہ اے پروردگار! مجھ سے پہلے جتنے بھی تو نے انبیاء کرام بھیجے ہیں تو نے ان سب کو عزت بخشی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا، حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مسخر کر دیئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کر دیئے، اے اللہ! تو نے میرے لئے کیا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے حبیب! کیا میں نے تجھے افضل چیز عطا نہیں فرمائی؟ جب میرا ذکر ہوگا تو وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا اور میں نے آپ کی اُمت کے سینوں کو انجیلیں بنا دیا ہے یعنی قرآن کے لئے محفوظ بنا دیا ہے اور وہ قرآن کو زبانی پڑھے گی اور یہ شرف میں نے کسی اور اُمت کو نہیں دیا اور میں نے تجھے عرش کے خزانوں میں ایک خزانہ عطا کیا یعنی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نہیں طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہیں طاقت نیکی کرنے کی مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔ (تفسیر ابن کثیر)

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کا یہ فرمانا کہ میں نے آپ کا ذکر بلند کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں یوں بلند فرمایا کہ کوئی خطیب اور کوئی کلمہ پڑھنے والا ایسا نہیں مگر وہ بلند آواز سے پکارتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ (درمنثور)

حضرت شیخ یایزید بسطامی فرماتے ہیں :

عام مومنوں کے مقام کی اجہاء ویوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

ویوں کے مقام کی انتہا، شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

شہیدوں کے مقام کی اجہاء صدیقیوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

صدیقیوں کے مقام کی انتہاء نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

نبیوں کے مقام کی انتہاء رسولوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

رسولوں کے مقام کی انتہاء اولعزم کے مقام کی ابتدا ہے۔

اولوالعزم کے مقام کی انتہاء حضور ﷺ کے مقام رفیع کی ابتدا ہے۔

اور آپ ﷺ کے مقام رفیع کو کوئی انسان نہیں جان سکتا۔

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ آپ کو سر بلندی عطا فرمائی ہے۔ کائنات کا ذرہ

ذرہ آپ کو اسی حیثیت سے جانتا اور پہچانتا ہے ہاں بعض ایمان سے محروم جن وانسان

آپ کو اس حیثیت سے نہیں جانتے پہچانتے..... اس لئے کوئی نبوت کا مدعی نظر آتا ہے تو کوئی

ہمسری کا دعویدار کوئی سرے سے منکر رسالت ہے تو کوئی منکر سلطنت و اختیار۔ عصر

حاضر میں بیسیوں فرقے موجود ہیں جو نبی اور صفات نبی کے انکار جیسے جرم کے مرتکب ہیں

اور ایسے ناقابل معافی جرائم کے مرتکبین صرف انسان و جنات ہی میں پائے جاتے ہیں اور

کسی مخلوق میں نہیں۔ خود حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **ما من شیئی الا**

ويعلمنى انى رسول الله الامردة الجن والانس کہ مجھے کائنات کی ہر چیز جانتی

پہچانتی ہے سوائے سرکش جن اور انسان کے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی شان رفعت و منزلت کا کیا کہنا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی زندگی

عطا فرمائی کہ کائنات عالم سے تمام حجابات آپ کی نگاہوں سے اٹھا دیئے گئے اور آپ ﷺ

اپنی مرتد منورہ میں جلوہ افروز ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور زمین کے تحت

الطری سے لے کر عرش اعلیٰ تک آپ ﷺ کی نگاہوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

شیخ الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں:

یا رسول اللہ ! جب میں روضہ اقدس پر پہنچ نہیں سکتا تھا تو اپنی روح کو بھیج دیتا تھا اور وہ

میری نائب تھی اب میں خود آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ کرم فرمائیے اپنا دست

مبارک نکالنے تاکہ میرے لب اس سے برکت حاصل کریں تو رسول اکرم ﷺ کا دست

مبارک باہر نکل آیا۔ (جواہر البحار)

حضور انور ﷺ کے درجات اس قدر بلند ہیں کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جب بیت المقدس میں آپ (ﷺ) پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہاں آپ کا استقبال کیا۔ پھر انبیاء کے ساتھ آپ (ﷺ) کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب سرکارِ آسمانوں پر جلوہ گر ہوئے تو چھٹے آسمان پر موجود پایا۔ یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جو بیک وقت کئی جگہ پر موجود تھے تو آپ (ﷺ) کائنات کے گوشے گوشے میں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب طور پر آکر تجلیات الہی میں سے ایک صفاتی تجلی کا عکس دیکھا تو گر کر بے ہوش ہو گئے اور جب آپ کو ہوش آیا تو آپ کی نگاہ تیس میل تک پتھر پر چلتی ہوئی چبوتی بھی دیکھ لیتی مگر حضور نبی مکرم ﷺ نے معراج کی رات مقامِ قاب قوسین اودانی پر فائز ہو کر جمالِ حق کا براہِ راست نظارہ کیا اور گفتگو بھی ہوئی، بے ہوش بھی نہ ہوئے، وحشت بھی طاری نہ ہوئی بلکہ خالق اور مخلوق کے دونوں کمانیں آپس میں یوں ملیں کہ قرب اور بعد کی حدیں ہی ختم ہو گئیں۔

﴿وَلَا خِرَّةَ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓئِ﴾ بھی رفعتِ ذکر کا ایک نظارہ ہے :

اے محبوب ! آپ کی آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔ آپ پر آپ کے رب کے لطف و کرم اور انعام و احسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہر آنے والی ساعت گزری ہوئی ساعت سے، ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں سے، ہر آنے والی حالت گزشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ، بہتر سے بہتر، اور ارفع سے ارفع ہوگی۔ اس ایک جملہ نے اسلام کے درخشاں مستقبل کے بارے میں نوید جانفزا سنادی۔ دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور کا تصور کیجئے جس میں یہ سورت نازل ہوئی۔ گفتنی کے چند افراد نے اس دینِ حق کو قبول کیا تھا۔ باقی تمام اہل مکہ حضور کے خون کے پیاسے تھے۔ انہوں نے عزمِ مصمم کر لیا تھا کہ اسلام کے چراغ کو بجھا کر رہیں گے، تو حید کا یہ نگہن جو مصطفیٰ لگا رہے ہیں اس کا ایک ایک پودا جڑ سے اکھیڑ پھینکیں گے۔ اُس وقت کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ یہ دین چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ سارا جزیرہ عرب اس کے نور سے جگمگانے لگے گا۔ اس نبی مکرم کو

اللہ تعالیٰ وہ عزت و سروری اور شانِ محبوبی عطا فرمائے گا کہ آج جو خون کے پیاسے ہیں کل اشارۃً ابر و پراپنی جائیں قربان کرنا سعادت سمجھیں گے اور حضور کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیں گے اس کو اپنے چہروں اور سینوں پر مل لیں گے۔ قال ابن عباس أرى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یفتح اللہ علی امتہ بعده بسر بذاک ونزل جبرئیل بقولہ وللآخرة خیر لک من الاولیٰ یعنی حضور ﷺ کے بعد امت جو فتوحات کرے گی وہ سب کی سب حضور ﷺ کو دکھائی گئیں جسے دیکھ کر حضور بہت مسرور ہوئے۔ اسی وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے وللآخرة خیر لک من الاولیٰ یعنی ہماری نوازشات صرف ان فتوحات ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی ہر آنے والی شان پہلی شان سے اعلیٰ و بالا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النبیؑ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کا یہ کہنا کہ محمد (ﷺ) کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے، غلط ہے کیونکہ میں تو بعد میں آنے والی ہر گھڑی میں آپ کے ذکر کو بلندی عطا کرنے والا ہوں۔ یہاں مفسرین کرام نے یہ معنی لکھا ہے کہ آخرت آپ کے حق میں دُنیا سے بہتر ہوگی وہاں انہوں نے اس کا یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ ہر آنے والا وقت آپ کی بلندی کا دور ہوگا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : للآخرة ای الحالة الآخرة خیر لک من الاولیٰ نہایۃ امرک خیر من بدایۃ یعنی لا تزال تتصاعد فی الرفعة والکمال (تفسیر مظہری) آپ کی ہر دوسری گھڑی پہلی سے بہتر اور آپ کا بعد کا معاملہ پہلے سے کہیں بہتر یعنی آپ کے مراتب رفیعہ میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہے گی۔

ہمیشہ سے امت مسلمہ میں وسیع پیمانے پر محافل میلاد و ولادت کا انعقاد اور آپ کی آمد کی خوشی میں جشن، جلوس یہ سب اللہ تعالیٰ کے وعدے کا اظہار ہے یہ سلسلہ روز بروز ترقی افزو ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ رفیع ذکر کی مختلف صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں : املاء العالم من اتباعک کلہم یتنون علیک ویصلون علیک ویحفظون سنتک فالقراء یحفظون الفاظ منشورک والمفسرون یفسرون معانی فرقانک والوعاظ یبلغون وعظک بل العلماء والسلطین یصلون الی

خدمتك ويسلمون من وراء الباب عليك ويسحون وجوههم بتراب روضتك
ویرجون شفاعتك فشرک باقی الی یوم القیامۃ (تفسیر کبیر) یہ کائنات تیرے
ایسے غلاموں سے بھر جائے جو تمام کے تمام آپ کی تعریف اور آپ کی بارگاہِ اقدس میں
درو و سلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کی سنتِ مبارکہ کے محافظ ہوں گے۔ قراء آپ
کے منشور کے الفاظ کی حفاظت کریں گے۔ مفسرین معانی قرآن واضح کریں گے، مبلغین
آپ کی تبلیغ کے امین ہوں گے بلکہ تمام علماء و سلاطین آپ کی بارگاہِ عالیہ میں درود عرض
کریں گے اور آپ کی مبارک چوکھٹ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کریں گے اور آپ کے
روضہ مبارک کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنائیں گے اور آپ کی شفاعت کے امیدوار ہوں
گے اسی طرح آپ کا شرف تا قیامت باقی رہے گا۔

اسی رفعت ذکر کا مظاہرہ ساری کائنات نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، دیکھ رہی ہے
اور مستقبل میں اس سے کہیں بڑھ کر دیکھے گی۔

جو دین حضور ﷺ لے کر آئے ہیں وہ باطل سے مغلوب نہیں رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید
اور اپنی فطری توانائیوں سے ساری طاغوتی قوتوں کو سرنگوں کر دے گا۔ یہ عاروں میں چھپ
کر اور گوشہ نشینی میں زندگی گزارنے والوں کا دین نہیں، یہ کشاکشِ حیات سے دامن بچا کر گنج
عافیت میں زندگی بسر کرنے والوں کا دین نہیں۔ کسی مصلحت کے پیش نظر باطل سے مفاہمت
و مصالحت کرنے والوں کا دین نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے شیروں کا دین ہے جو گرجتے ہیں تو
باطل کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ان عقابوں اور شاہینوں کا دین ہے کہ جب وہ
پرگٹھا ہوتے ہیں تو قہقا کی پنہائیاں سمٹ کر رہ جاتی ہیں۔ یہ ان بہادروں اور جوانمردوں کا
دین ہے جو زندگی کی کشتی کو حادثات کے طوفانوں میں کھیلنا جانتے ہیں۔ (تفسیر فیاء القرآن)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ اس دین کو تمام مروجہ ادیان، مذاہب اور نظام ہائے
حیات پر غلبہ بخشنے گا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ عہد رسالت میں ہی
اسلام کا پرچم مکہ پر لہرانے لگا جو کفر و شرک کا مرکز تھا۔ خلافتِ راشدہ میں ایثاء اور
افریقہ کے بڑے عظیموں میں اس کی عظمت کے ڈکے بجنے لگے۔ شرق و غرب میں کلمہ تو حید کی

صدائیں بجنے لگیں۔ اسلام کے خلاف شرک و کفر نے سر جوڑ کر علانیہ مقابلے بھی کئے ہیں اور سازشوں کے خطرناک جال بھی بچھائے ہیں لیکن اسلام کا نور درخشاں ہی رہا اور رہے گا۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی ہی رہی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خداوند عالم کا یہ وعدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نبوت مصطفویٰ کے آفتاب جہان تاب کو گرہن نہیں لگا سکتی۔

دنیا میں ہمارے لئے بلندی ہے یعنی اہل ایمان کا گروہ ہی وہ تنہا گروہ ہے جسے بلندی عطا کی گئی ہے۔ فکر کی بلندی اسی کو عطا ہوئی ہے۔ حقیقی علم و حکمت اسی گروہ کے حصہ میں آئی ہے۔ عزم و حوصلہ بھی صحیح معنوں میں اسی گروہ کو عطا ہوا ہے۔ اخلاق و کردار کی بلندی بھی اسی گروہ کی نمایاں خصوصیات ہے۔ حالات خواہ کیسے ہی مشکل اور تکلیف دہ کیوں نہ ہوں، کوئی طاقت بھی اس سے بلندی کو چھین نہیں سکتی۔ اس کی رفعت و بلندی کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ تنہا یہی گروہ دنیائے انسانیت کی رہنمائی کے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔ مشکلات و مصائب سامنے ہوں یا اقتدار کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی سے منہ موڑ کر یہ گروہ اپنے کو پستی میں نہیں گرا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس لئے بھیجا کہ وہ تمام آسمانی اور نفسانی دینیوں کے بانیوں پر غالب کرے۔ ہمیشہ غالب رکھے کہ ان کا چرچہ ان کے حامدان کی نعتیں، تمام دینیوں کے پیشواؤں پر غالب رہیں۔ آج بھی قرآن تمام دینی کتابوں پر، مسجدیں تمام دینی عبادت گاہوں پر حضور ﷺ کا چرچا تمام دینی پیشواؤں پر غالب ہے جو آج بھی دیکھا جا رہا ہے۔ مسجد اور گرجا اور مندر کا مقابلہ کرو، تو مسجد روزانہ پانچ مرتبہ آباد ہوتی ہے۔ گرجا ہفتہ میں ایک مرتبہ یعنی اتوار کو۔ مندر روزانہ بعد مغرب، وہ بھی آباد نہیں ہوتا۔ ایک دو آدمی آکر گھنٹہ وغیرہ بجادیتے ہیں۔ قرآن کی قرأت، کتابت، زیر، زبر، پیش، ایک ایک کلمہ محفوظ ہے مگر انجیل اور تورات اور وید دُنیا سے غائب ہو چکے ہیں۔ انجیل اصل حالت میں باقی نہیں ہے بلکہ اُس کے کئی ترجمے ہیں اور ہر ترجمہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف بلکہ متضاد ہے۔

جس قدر تفسیریں قرآن کی ہیں اور جو قرأتیں اس کتاب اللہ کی ہیں وہ کسی کی نہیں ہیں، قرآن کے حافظ ہر شہر میں ملیں گے۔ اگر ایک جلسہ میں کوئی شخص ایک آیت کا ایک زبر بھی غلط

پڑھ دے تو فوراً لوگ اُس غلطی کو پکڑتے ہیں۔ مگر دوسری کتابوں کا کوئی بھی حافظ نہیں ہے۔۔۔ آج دنیا میں حکومت دوسری قوموں کی ہے مگر چونکہ قرآن عربی میں آیا ہے تو اب بھی ہر جگہ عربی جاننے والے موجود ہیں اگرچہ حکومت سے اس زبان کی کوئی سرپرستی نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی سوانح عمری جس شان کی اسلام میں موجود ہے کہ ساری عمر شریف کی ہر حالت، گھر کی اور باہر کی زندگی، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، بننا، رونا، کلام فرمانا، یہاں تک کہ سارے جسم پاک کا حلیہ شریف کہ دائرہ پاکی میں کتنے بال سفید تھے، ایسی کسی مذہب کے پیشوا کی نہیں ہے۔ حدیث کیا ہے؟ حضور ﷺ کی سوانح عمری ہے، کسی بادشاہ، کسی معشوق، کسی پہلوان، غرض کہ کسی بھی دنیا کے شاندار انسان کی ایسی سوانح عمری نہ لکھی گئی۔

خدا نے پاک توفیق دے کہ اس اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑیں اگرچہ ذکرِ رسول سے چلنے والے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و رفعت کو ناپسند کریں اور دبانے کی کوشش کریں۔

بٹ گئے بیٹے ہیں بٹ جائیں گے اعداء تیرے نہ بٹا ہے نہ بیٹے گا کبھی چرچا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جائیں خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھر برا تیرا
اگر فرموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو تیرا کُسن ہو گیا محدود

وَاِذْ نَعُوْذُنَا اِيْنَ الْكُنُفِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

سُنی بہشتی زیور اشرفی : خواتین اسلام کے لئے اُمول تجنہ.....

عورتوں کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا..... خواتین کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح عقائد اعلیٰ اخلاق اور نیک اعمال کا بے مثال مجموعہ..... کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے بہترین راہنما کتاب مشکل الفاظ اور فقہی اصطلاحات کے لئے انگریزی الفاظ کا استعمال گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے..... زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ اعلیٰ معیار کی کتابت و طباعت کے ساتھ منظرِ عام پر آتے ہی مقبولیت حاصل کر چکی ہے

مؤلف : ملک اختر بیگم مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ روہ۔ حیدرآباد